اپنے دوست پادری سے پوچھا: چودہ صدیوں میں قرآن کے کتنے ایڈیشن آچکے ہیں۔ اس نے بتایا کہ قرآن کا صرف ایک ہی ایڈیشن ہے جس میں چودہ سو برس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اسلام کی حقانیت کی جانب یہ اطلاع میرے لئے ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہوئی۔ ایک روز پادری دوست نے محمد سے درخواست کی کہ وہ اس کے ساتھ مسجد جانا چاہتا ہے، یہ دیکھنے کے لئے کہ وہاں کیا ہوتا ہے؟ چند روز کے بعد اس نے مجھ سے درخواست کی کہ مسجد لے جائے۔ جب وہ واپس آئے تو عجیب منظر دیکھا، میرے پادری دوست نے سر پر مسلمانوں کی طرح ٹوپی پہنے ہوئے تھی۔ میں نے اچانک پوچھا: ڈیوڈ! تم مسلمان تو نہیں ہوگئے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا اور اوپر والی منزل پر اپنی اہلیہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا، اگلے روز اس کی اہلیہ نے بتایا وہ بھی اسلام میں داخل ہونے جارہی ہے۔ میں محمد کو ساتھ لے کر سیر کے لئے چلا گیا۔ راستے میں اسلام کے بارے میں تفصیلی بات ہوئی اور میں نے اپنے دل کو بدلتی ہوئی حالت سے محمد کو آگاہ کیا کہ ''دین حق'' صرف اسلام ہے۔ ایک روز محمد نماز فجر کی تیاری کررہا تھا کہ میرے دل میں ایک خوشگوار لہر اٹھی، محسوس ہوا میرے اندر حق آچکا ہے۔ میں اپنے باپ کی رہائش کی پچھلی طرف گیا، وہاں مجھے پلائی ووڈ کا ٹکڑا پڑا ملا۔ کوئی غیبی طاقت مجھے کھینچ کر اس کی طرف لے گئی میں نے پلائی ووڈ کے ٹکڑے کو اپنی طرف کھینچا۔ مسلمانوں کو نماز ادا کرتے ہوئے کئی مرتبہ دیکھ چکا تھا، میں نے اس ٹکڑے پر کھڑے ہوکر قبلہ رو ہوکر اپنا سر زمین پر رکھ دیا اور اللہ سے دعا کی: اے اللہ! اگر تو موجود ہے تو مجھے سچا راستہ دکھا، مجھے ہدایت دے۔

چند لمحوں کے بعد میں نے سر اٹھایا اور نہایت پرمسرت کیفیت اپنے اندر محسوس کی۔ مجھے معلوم تھا اب مجھے کیا کرنا ہے۔ میں اوپر گیا اور اس نمایاں احساس اور شعور کے ساتھ غسل کیا کہ میں اپنی ذات سے برسوں پرانی گناہ گار شخصیت کو دھو رہا تھا۔ چند گھنٹے بعد دو آدمیوں کے سامنے کھڑا تھا۔ ایک ہی شخص کے دو روپ تھے۔ اس لئے میں انہیں دو گواہ کہہ رہا ہوں۔ ایک سابق پادری جواب تک پیٹر جیک کے نام سے جانا جاتا تھا مگر ایک روز قبل ہی محمد عبدالرحمٰن بن چکا تھا۔ میں نے (اس) کے سامنے کلمہ شہادت پڑھا۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں''۔ چند منٹ کے بعد میری بیوی نے جو کچھ عرصہ سے میرے ساتھ ہی اپنے اندر تیز رفتاری کے ساتھ خوش آئند تبدیلی محسوس کررہی تھی، میری پیروی کی اور کلمہ شہادت پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوگئی۔

بقیہ...... سوال وجواب

پھر التحیات وغیرہ پڑھ کے نماز مکمل کرلی تو اس کی نماز ہوئی یا اعادہ کرے؟

ج: جب اس نے دعاء کے بعد سجدہ سہو کرلیا تو اب نماز ہوگئی ہے۔ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (ہندیہ-1/126)

س: احناف کے نزدیک اس گاؤں میں جمعہ ادا کرنا جائز نہیں جس میں گلی کوچے اور روزمرہ کی ضروریات نہ ہوں تو کیا ایسے گاؤں میں مسلک شافعی پر عمل کرسکتے ہیں؟

ج: نماز جمعہ مسلک حنفی کے مطابق صرف شہروں یا قصبات ہی میں ادا ہوسکتی ہے یا ایسے بڑے گاؤں میں جو قصبات کے مانند ہوں، جن گاؤں کی آبادی تین ہزار یا اس سے زائد ہو ان میں بھی نماز جمعہ جائز ہے، چھوٹے چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ جائز نہیں ہے، اس طرح کے گاؤں کے باشندوں کو نماز ظہر کی ادائیگی کرنی چاہئے، جہاں تک سوال ہے فقہ شافعی پر عمل کرنے کا تو بلا ضرورت شدیدہ دوسرے مسلک پر عمل جائز نہیں۔ (فتح القدیر-2/47، جواہر الفقہ-4/129) البتہ اگر آپ کے گاؤں میں جمعہ کی نماز عرصہ دراز سے ہورہی ہو، اور بند کرنے میں افتراق و انتشار کا اندیشہ ہو تو مصالح کے تحت اس کی گنجائش ہے کہ اس کو جاری رکھا جائے اور نماز جمعہ کے بعد انفرادی طور پر احتیاطاً چار رکعت ظہر پڑھ لی جائے۔ (البحر الرائق-2/249، فتاویٰ ندوۃ العلماء-3/202)

کچھ اہم و مفید مطبوعات

از: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	بچوں کی قصص الانبیاء حصہ سوم 15/-	اسلام کیا ہے؟ (اردو) 30/-
کاروان زندگی حصہ اول (نیا ایڈیشن) 100/-	بچوں کی قصص الانبیاء حصہ چہارم 12/-	اسلام کیا ہے؟ (ہندی) 35/-
کاروان زندگی حصہ دوم (نیا ایڈیشن) 90/-	ہمارے حضورؐ (اردو) 15/- ہمارے حضورؐ (ہندی) 20/-	دین وشریعت 70/-
کاروان زندگی حصہ سوم 80/-	موج تسنیم (اردو) زیر طبع	ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت 70/-
کاروان زندگی حصہ چہارم 90/-	مناجات ہاتف 10/-	قادیانی مسلمان نہیں 25/-
کاروان زندگی حصہ پنجم 80/-	دیار حبیب 5/-	آپ حج کیسے کریں؟ (نیا ایڈیشن) 40/-
کاروان زندگی حصہ ششم (نیا ایڈیشن) 90/-	از مخدومہ خیر النساء بہترؒ	آپ حج کیسے کریں؟ (ہندی) (نیا ایڈیشن) 45/-
کاروان زندگی حصہ ہفتم 80/-	حسن معاشرت (نیا ایڈیشن) 15/-	درس قرآن 200/-
مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی (نیا ایڈیشن) 40/-	کلید باب رحمت 6/-	دیگر مصنفین کرام کی تصانیف
حج کے چند مشاہدات 6/-	ذائقہ (نیا ایڈیشن) 15/-	تذکرہ حضرت سید احمد شہیدؒ 45/-
خواتین اور دین کی خدمت 25/-	ذکر خیر " 15/-	مکتوبات مفکر اسلامؒ (اول) 80/-
کاروان ایمان وعزیمت (نیا ایڈیشن) 35/-	از: حضرت مولانا محمد ثانی حسنیؒ	مکتوبات مفکر اسلامؒ (دوم) 120/-
دعائیں 10/-	لبیک اللّٰہم لبیک 30/-	(مولانا سید محمد حمزہ حسنی صاحب)
سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ (نیا ایڈیشن) 90/-	سوانح حضرت مولانا خلیل سہارنپوریؒ 50/-	تذکرہ حضرت سید شاہ علم اللہ 35/-
سوانح حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا	سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ 150/-	سیرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ 30/-
کاندھلویؒ (نیا ایڈیشن) 90/-	زبان کی نیکیاں 15/-	(مولانا محمد الحسنیؒ)
نبی رحمتؐ (نیا ایڈیشن) 200/-	گلدستہ حمد وسلام 6/-	بشریت انبیاء (نیا ایڈیشن) 40/-
سیرت سید احمد شہیدؒ (دو جلدیں) 200/-	کلام ثانیؒ زیر طبع	ذکر رسولؐ " 55/-
تاریخ دعوت وعزیمت (پانچ جلدیں) 355/-	از: مولانا محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ	مولانا محمد علی جوہر " 175/-
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر 70/-	دو مہینے امریکا میں 90/-	(مولانا عبدالماجد دریابادیؒ)
اپنے گھر سے بیت اللہ تک 25/-	جزیرۃ العرب 70/-	کتاب النحو (حافظ عبدالرحمن امرتسریؒ) 18/-
از: محترمہ امۃ اللہ تسنیم مرحومہ	حج ومقامات حج 35/-	کتاب الصرف " 20/-
زاد سفر دو جلدیں (نیا ایڈیشن) 150/-	امت مسلمہ 70/-	بریلوی فتنہ کا نیا روپ (مولانا عارف سنبھلی) 40/-
باب کرم (نیا ایڈیشن) 12/-	سماج کی تعلیم وتربیت 45/-	تاریخ میلاد (حکیم الشکور) 30/-
بچوں کی قصص الانبیاء حصہ اول 15/-	از: حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ	مقالات سیرت (ڈاکٹر قدوائی) 30/-
بچوں کی قصص الانبیاء حصہ دوم 14/-	معارف الحدیث (مکمل آٹھ جلدیں) 870/-	سیرت صدیقؓ (حبیب الرحمن شیروانی) 25/-

مکتبہ اسلام ۲/۵۴، ۱۷، محمد علی لین گوئن روڈ، لکھنؤ ۱۸۔
فون نمبر دفتر: 2270406
فون نمبر رہائش: 2229174

خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

Rizwan

Rs. 20

LW/NP-184/2015-17 R. N. 2416/57

Rs. 20

Monthly

RIZWAN

172/54 Mohammad Ali Lane Gwynne Road Lucknow. Pin.226018

Ph: 0522-2270406 Mob: 9415911511

بیادگار: حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

جلد نمبر ۵۹

شمارہ نمبر ۷

جولائی ۲۰۱۵ء

سالانہ زرتعاون

برائے ہندوستان :	۲۰۰ روپے
غیر ملکی ہوائی ڈاک :	۳۵ امریکی ڈالر
فی شمارہ :	۲۰ روپے
لائف ٹائم خریداری	۵۰۰۰ روپے

نوٹ

خط وکتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر اور مکمل صاف پتہ ضرور لکھیں، اگر مدت خریداری کے ختم ہونے کے وقت کی پرچی پتہ کی چٹ پر لگی ہو تو براہ کرم مدت خریداری ختم ہوتے ہی رقم ارسال فرمائیں۔ (منیجر)

ایڈیٹر

محمد حمزہ حسنی

مجلس ادارت

میمونہ حسنی — عائشہ حسنی

جعفر مسعود حسنی — محمود حسن حسنی

ڈرافٹ پر RIZWAN MONTHLY لکھیں

زر تعاون اور خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ رضوان

۱۷۲/۵۴، محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ

پن کوڈ: ۲۲۶۰۱۸ - موبائل: ۹۴۱۵۹۱۱۵۱۱

Rizwan (Monthly)

172/54, Mohammad Ali Lane

Gwynne Road Lucknow

Pin:226018- Mobile: 9415911511

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن کے لیے کاکوری آفسیٹ پریس میں چھپوا کر دفتر رضوان محمد علی لین سے شائع کیا

کمپوزنگ: ناشر کمپیوٹر، لکھنؤ۔ فون: 9792913331

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی مقبول ومعروف کتابیں

سوانح حیات .... کاروانِ زندگی

ایک معلم، مصنف، مؤرخ، داعی اور رہنما کی سرگذشت حیات

جس میں ذاتی زندگی کے مشاہدات وتجربات، احساسات وتأثرات اور ہندوستان اور عالم اسلام کے واقعات وحوادث اور تحریکات وشخصیات کے مطالعہ کا ماحصل اس طرح گھل مل گیا ہے کہ وہ ایک دلچسپ وسبق آموز آپ بیتی اور ایک مؤرخانہ وحقیقت پسند جگ بیتی بن گئی ہے اور چودہویں صدی ہجری، بیسویں صدی عیسوی کی تاریخ وسرگذشت کا ایک اہم باب محفوظ ہو گیا ہے۔

● ایک تاریخی دستاویز ● ادبی مرقع ● دعوت فکر وعمل

فوٹو آفسیٹ کی بہترین کتابت وطباعت سے آراستہ

قیمت حصہ اول	(اردو ایڈیشن)	100/-
قیمت حصہ دوم	(اردو ایڈیشن)	90/-
قیمت حصہ سوم	(اردو ایڈیشن)	80/-
قیمت حصہ چہارم	(اردو ایڈیشن)	90/-
قیمت حصہ پنجم	(اردو ایڈیشن)	80/-
قیمت حصہ ششم	(اردو ایڈیشن)	90/-
قیمت حصہ ہفتم	(اردو ایڈیشن)	80/-
قیمت مکمل سیٹ	(کاروان زندگی)	610/-

کاروان ایمان وعزیمت

قافلہ مجاہدین یعنی حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک اصلاح وجہاد سے تعلق رکھنے والے اصحاب علم وفضل وعزیمت کا تذکرہ جس سے مسلمانوں کی تاریخ دعوت وعزیمت کا ایک روشن باب سامنے نظر آتا ہے۔

خوبصورت کتابت وطباعت

قیمت 35/-

حج کے چند مشاہدات

اس کتاب میں مولاناؒ نے حج کے بارے میں جس طرح اپنے تاثرات ومشاہدات کا اظہار کیا ہے وہ اپنے انداز کا مؤثر اظہار ہے۔

قیمت 6/-

خواتین اور دین کی خدمت

خواتین کی کیا ذمہ داریاں ہیں، ان کے دینی وسماجی فرائض کیا ہیں، وہ کس طرح دین کی خدمت کر سکتی ہیں، آخر میں مولاناؒ کی والدہ ماجدہ کے وہ تربیتی خطوط ہیں جو انھوں نے مولاناؒ کے نام ان کی تعلیم کے دوران لکھے تھے۔

قیمت 25/-

ذکرِ خیر

حضرت مولاناؒ کی والدہ ماجدہؒ کے حالات زندگی، خود حضرت مولاناؒ کے قلم سے۔

قیمت 15/-

سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ

عہد حاضر کی مشہور دینی شخصیت اور عارف باللہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے حالات زندگی، ان کی شخصیت، ان کی نمایاں صفات، انداز تربیت، توازن وجامعیت، تعلق مع اللہ، خلوص ومحبت، فیض وتأثرات اور معرفت وسلوک کا ایمان افروز تذکرہ۔ قیمت مجلد 90/-

فہرست مضامین

- اپنی بہنوں سے ۵
- حدیث کی روشنی میں .... امۃ اللہ تسنیم ۶
- طہارت اور اس کے آداب .... علامہ سید سلیمان ندویؒ ۸
- نیا خون .... حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ۱۱
- عصر حاضر کا جہاد .... مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ۱۸
- سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۱
- بچاؤ اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے ...... سعادت محمود ۲۴
- روزہ ور رمضان-احکام وفضائل .... مولانا محمد قمر الزماں ندوی......... ۲۷
- روزہ کے چند جدید مسائل .... // ۳۱
- زندگی سے لطف اُٹھایئے! .... ترجمہ: حافظ قمر حسن...................... ۳۶
- سوال وجواب .... مفتی راشد حسین ندوی..................... ۳۸
- ایسٹس مسیح مسلمان کیوں ہوا؟ .... ابن عطا.................. ۳۹-۴۲

اپنی بہنوں سے

”رضوان“ کا یہ شمارہ جب آپ کے ہاتھوں میں پہنچے گا تو رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ شروع ہو چکا ہوگا اور رمضان المبارک کی بہار اپنے شباب پر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے دونوں ہاتھوں سے رحمتیں اور برکتیں سمیٹ رہے ہوں گے اور ان پر نور کی بارش ہو رہی ہوگی۔ ہم میں سے ہر شخص کو چاہے مرد ہو یا عورت یہ غور کرنا چاہئے کہ ہم رمضان المبارک کا حق کس حد تک ادا کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نعمتوں اور برکتوں سے کتنا فیضیاب ہو رہے ہیں۔

رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ اتنا قیمتی ہے جس کا اندازہ تک نہیں کیا جا سکتا، قرآن وحدیث کے مطالعہ سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے اس لئے ہم کو قرآن وحدیث کا اچھی طرح مطالعہ کرنا چاہئے اور جہاں جہاں رمضان المبارک کے فضائل بیان کئے گئے ہیں ان کو پڑھ کر اپنے دل ودماغ میں اتار لینا چاہئے۔ جب یہ چیزیں ہمارے دل ودماغ میں پیوست ہو جائیں گی تو ہم کو رمضان المبارک سے فائدہ اٹھانا آسان ہو جائے گا اور ہمارے اندر وہ ذوق وشوق پیدا ہوگا کہ ہر نیک عمل ہر عبادت، نوافل، ذکر الٰہی، تلاوت قرآن مجید ہماری روح کی غذا بن جائے گی، اس طرح پورا مہینہ ہمارے لئے باعث رحمت وبرکت بن جائے گا۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”فضائل رمضان“ بہت ہی مفید اور مؤثر ہے ہر شخص کو اور ہر مسلمان خاتون کو روزانہ اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ رمضان المبارک کے باقی ماندہ دنوں کو غنیمت جان کر سستی کاہلی کو دور کر کے ایک ایک لمحہ کو وصول کیجئے، عبادات کے ساتھ اپنے غریب پڑوسیوں، یتیموں، بیواؤں اور مفلوک الحال لوگوں کو یاد رکھئے۔ ان کی ضرورتوں کو پورا کیجئے ان کی بھوک پیاس کو مٹایئے ان کے افطار اور کھانے اور کپڑے کا انتظام کیجئے کیونکہ رمضان المبارک غمخواری کا مہینہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ مبارک میں بے انتہا سخاوت سے کام لیتے تھے اور آپؐ کے در سے کوئی ضرورت مند خالی نہیں جاتا تھا۔

میرے بہن بھائیو! زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اگلا رمضان ملے گا یا نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت جو رمضان المبارک کی شکل میں ملی ہے اس کی پوری قدر کیجئے اور لمحہ لمحہ شکر ادا کریے اور بہترین شکر یہی ہے کہ نیک اعمال میں مصروف رہئے گناہوں سے توبہ کریے۔

حدیث کی روشنی میں

امۃ اللہ تسنیم

فاقہ تنگی اور قناعت کی فضیلت اور نفس پرستی کی برائی

اہل بیت نے دو دن متواتر سیر ہو کر نہیں کھایا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے دو دن متواتر جَو کی روٹی سے سیر نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ (بخاری، مسلم)

دو دو مہینے حضورؐ کے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں خدا کی قسم اے میرے بھانجے ہم چاند کو دیکھتے تھے، ایک چاند، پھر دوسرا چاند، پھر تیسرا چاند۔ دو مہینے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ میں نے کہا اے خالہ پھر آپ کیسے زندگی گذارتی تھیں۔ فرمایا دو چیزوں پر، کھجور اور پانی پر۔ بعض انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی تھے ان کے پاس دودھ دینے والے جانور ہوتے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بھیجتے تو ہم لوگ بھی پیتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ کا حضورؐ کا خیال کر کے دعوت کو رد کر دینا

حضرت سعید المقبریؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے ان کے پاس بھنی ہوئی بکری تھی۔ انہوں نے ان کو بلایا، انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے وفات پاگئے اور جَو تک کی روٹی سے سیر نہ ہوئے۔ (بخاری، مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گزران

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی نہ چوکی پر کھانا کھایا نہ چپاتی کھائی۔ (بخاری)

ایک روایت ہے کہ بھنی ہوئی بکری آنکھ سے کبھی دیکھی نہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ بڑے کھجور ہی سے پیٹ بھر سکتے۔ (مسلم)

بھوک کا غلبہ اور ایک انصاری کی ضیافت

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے زمانے سے لے کر انتقال فرمانے تک میدہ نہیں دیکھا، اُن لوگوں نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھلنیاں نہیں تھیں؟ بولے نہیں، آپ کی وفات ہوگئی مگر چھلنیاں نہیں دیکھیں، پوچھا بغیر چھانے جَو کیسے کھاتے تھے؟ بولے ہم جَو کو پیس کر پھونکتے تھے تو چوکر اڑ جاتا تھا اور آٹے کو گوندھ لیتے تھے۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یا رات کو باہر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی باہر تھے۔ آپ نے فرمایا کیوں باہر نکلے۔ دونوں حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ بھوک کے سبب سے۔ آپ نے فرمایا اُس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا کھڑے رہو، وہ دونوں آپ کے ساتھ رہے۔ پھر ایک انصاری کے پاس آئے معلوم ہوا کہ وہ اس وقت گھر پر نہیں ہیں۔ ان کی بیوی نے خوش آمدید کہا۔ آپ نے فرمایا تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ کہا میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں انصاری آگئے، آپ کو اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھ کر عرض کیا، الحمد للہ آج کے دن مجھ سے زیادہ اچھے مہمان رکھنے والا کوئی نہیں، پھر گھر جا کر ایک کھجور کی گود لے آئے۔ جس میں گدر، خشک اور پکے کھجور تھے، عرض کیا نوش فرمایئے۔ پھر ایک چھری لی، آپ نے فرمایا دیکھنا دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔ انہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ آپ نے بکری کا گوشت اور کھجور کھائے، پانی پیا، یہاں تک کہ سیر ہوگئے۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کا سوال ہوگا۔ بھوک نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تم نعمت کھا کر ہی پلٹے۔ (مسلم)

ایک صحابی کی تقریر

حضرت خالدؓ بن عمر العدوی سے روایت ہے کہ عتبہ بن غزوان (یہ بصرے کے حاکم تھے) نے تقریر کی۔ اللہ کی تعریف کی، ثنا کے بعد کہا اما بعد، دنیا نے جدائی کا اعلان کیا اور تیز چلی اور اب اس میں کچھ تلچھٹ، برتن کی تلچھٹ کی طرح باقی رہ گیا ہے۔ اس کو اس کا مالک جمع کرتا ہے اور تم ایسی جگہ جانے والے ہو جس کو زوال نہیں۔ پس تم بھلائیوں کے ساتھ جاؤ۔ ہم نے سنا ہے کہ پتھر جہنم میں گرایا جائے گا۔ تو وہ ستر سال میں بھی اس کی تھاہ نہ پائے گا۔ خدا کی قسم وہ گہری دوزخ آدمیوں سے بھری جائے گی، کیا تم کو حیرت ہے؟ اور ہم نے سنا ہے کہ جنت کے دروازے کے ایک بازو سے دوسرے بازو کی چوڑائی چالیس سال کی راہ ہے اور اس پر ایسا دن آئے گا کہ ہجوم سے بالکل بھرا ہوگا۔ مجھے آج یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم سات آدمی تھے اور ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا۔ درخت کے پتے چباتے تھے یہاں تک کہ ہمارے مسوڑھے زخمی ہوجاتے تھے۔ میں نے ایک چادر لی اس کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک ٹکڑا میں نے باندھا اور دوسرا سعدؓ بن مالک نے، اب ہم میں سے آج کوئی ایسا نہیں جو شہر پر حاکم نہ ہو، اللہ سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے نزدیک بڑا ہوں اور اللہ کے نزدیک حقیر ہوں۔ (مسلم)

لباس، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک چادر اور ایک تہبند نکال کر دکھایا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو کپڑوں میں وفات پائی۔ (بخاری، مسلم)

صحابہؓ نے پتے کھا کھا کر جہاد کیا

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑتے تھے جب کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو حبلہ (ایک جنگلی درخت ہے) کے اور ببول کے پتے کھاتے تھے یہاں تک کہ ہمارا پاخانہ بکری کی مینگنی کی طرح بالکل خشک ہونے لگا تھا۔ (بخاری، مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ آل محمد کو بقدر ضرورت رزق دے۔ (بخاری، مسلم)

اہل صفہؓ کی گزران

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ستر اہل صفہ کو دیکھا ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ اس کے پاس اوڑھنے، باندھنے کو پورا کپڑا ہو۔ چادر ہوتی تھی یا تہبند، وہ اپنی گردنوں میں اس کو گرہ دے کر باندھ لیتے تھے۔ کسی کی نصف پنڈلی تک پہنچتی تھی اور بعض کے ٹخنوں تک، وہ اس خطرے سے اس کو سمیٹ لیتے تھے کہ لوگ ان کو ننگے بدن نہ دیکھیں۔ (بخاری)

□□□

علامہ سید سلیمان ندویؒ

طہارت اور اس کے آداب

تہذیب و شائستگی کی باتوں میں سب سے اہم چیز طہارت اور پاکی ہے، گوکہ اسلام ایک ایسے ملک میں ظاہر ہوا، جہاں پانی نسبتاً بہت کم تھا، پھر بھی اس نے بعض خاص حالات میں غسل کرنا فرض قرار دیا، زن و شوہر کی ہم بستری کے بعد جب تک دونوں غسل نہ کرلیں، نماز جو فرض ہے، ادا نہیں ہوسکتی، فرمایا: ”وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔“ (مائدہ/2)

(اور اگر تم ناپاک ہو تو نہا کر پاک ہو)۔

کپڑے شرعی طور سے پاک ہوں، فرمایا: ”وَ ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ“ (مدثر/1) (اور اپنے کپڑوں کو پاک کر)۔

اگر پاکی کے لئے پانی نہ مل سکے، یا بیماری کے سبب سے پانی استعمال کرنے سے نقصان کا اندیشہ ہو تو پاک مٹی سے تیمم کرنا چاہئے: ”فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا“ (مائدہ/2) (تو پاک مٹی کا قصد کرو)۔

جب نماز پڑھنا چاہیں تو پہلے ہاتھ، منھ اور پاؤں دھولیں، اور بھیگے ہاتھوں کو سر پر پھیریں، اس کا نام وضو ہے۔

”اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ۔“ (المائدہ/2)

(جب نماز کا ارادہ کرو تو اپنے منھ اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں دھوؤ)

جمعہ کے دن نماز کے پہلے نہانے کا حکم دیا کہ لوگ پاک صاف اور نہادھوکر جماعت میں شریک ہوں، تاکہ کسی کی گندگی اور بدبو سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو، اور پورا مجمع پاکی اور صفائی کی تصویر ہو، قضائے حاجت اور پیشاب کے بعد استنجا اور عضو خاص و مقام خاص سے گندگی کو دور کرنا ضروری ٹھہرایا گیا۔

ان احکام سے معلوم ہوگا کہ اسلام میں طہارت اور صفائی کو خاص اہمیت حاصل ہے، بلکہ وہ خدا کی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے، فرمایا: ”وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ“ (البقرہ/28)

(اور (اللہ تعالیٰ) طہارت کرنے والوں کو پیار کرتا ہے)۔

اسی طہارت کی پابندی اور دلوں میں طہارت کا خیال پیدا کرنے کے لئے مختلف سنن اور طریقے سکھائے گئے، مثلاً:

1-آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی شخص سوکر اٹھے تو جب تک تین بار ہاتھ نہ دھولے، اس کو پانی کے برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہئے، کیونکہ سونے میں معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم کو اپنے جسم کے ہر عضو کی طہارت کا سوتے جاگتے ہر حالت میں خیال رکھنا چاہئے، سونے میں کسی خواب کی وجہ سے بھی اگر انسان ناپاک ہوجائے تو نہانا ضروری قرار دیا گیا۔

ہاتھ کی صفائی پر اس لئے زور دیا گیا کہ برتن سے پانی نکالنے میں ناپاک ہاتھ پانی میں بھیگ کر پانی کو ناپاک نہ کردے، اس لئے خیال رکھنا چاہئے کہ ہاتھ پانی کے برتن میں اس وقت تک نہ ڈبوئے جائیں، جب تک ہاتھوں کی طہارت کا یقین نہ ہو۔

2-دانتوں کی صفائی جو بہت سی گندگیوں اور بیماریوں کی جڑ ہے، ضروری بتلائی، مسواک کرنا سنت ٹھہرایا، فرمایا: ”اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔“ ایک دفعہ کچھ مسلمان حاضر ہوئے جن کے دانت صاف نہ ہونے کی وجہ سے زرد تھے، تو فرمایا: ”تمہارے دانت زرد کیوں دیکھ رہا ہوں، مسواک کیا کرو۔“

3-عام راستوں اور درختوں کے سایہ میں قضائے حاجت نہیں کرنا چاہئے۔

یہ اس لئے کہ راستہ چلنے والوں اور درخت کے سایہ میں بیٹھنے والے مسافروں کو اس نجاست اور گندگی سے تکلیف نہ ہو۔

4-ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرکے اس میں غسل کرنا جائز نہیں، ایسے ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل جنابت بھی نہیں کرنا چاہئے، بلکہ مجنب کو چاہئے کہ اس سے پانی لے کر غسل کرے، کیونکہ ہماری تھوڑی سی سہل انگاری سے وہ پانی دوسروں کے لئے ناپاک یا قابل کراہت بلکہ عام حالت میں خود اس کی طبیعت کے لئے گھن پیدا کرے گا۔

5-عام طور سے بے ضرورت کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اس حالت میں یہ خوف ہے کہ پیشاب کے چھینٹے جسم پر پڑجائیں، نیز بے ستری کا بھی امکان ہے، اور تہذیب و وقار کے بھی خلاف ہے، اگر یہ احتمالات نہ ہوں، یا زمین بیٹھنے کے قابل نہ ہو تو جائز ہے۔

6-پیشاب نرم زمین پر کرنا چاہئے کیونکہ سخت زمین سے پیشاب کے چھینٹے اڑکر جسم پر پڑسکتے ہیں۔

7-غسل خانہ کی زمین میں پیشاب نہیں کرنا چاہئے، خصوصاً جب کہ وہ کچی ہو، کیونکہ جگہ کی گندگی اور ناپاکی سے پانی کی چھینٹیں گندی اور ناپاک ہوکر اڑیں گی اور بدن کو ناپاک کریں گی، یا ناپاک ہونے کا وسوسہ دل میں پیدا کریں گی۔

8-بول و براز کے بعد استنجا کرنا چاہئے، ڈھیلے یا کسی اور پاک و جاذب چیز سے صفائی کے بعد پانی سے دھولینا اچھا ہے، استنجا بائیں ہاتھ سے کیا جائے، اس میں داہنا ہاتھ نہ لگایا جائے۔

9-طہارت کے بعد پانی کے علاوہ مٹی سے بھی ہاتھ دھونا چاہئے۔

10-ہفتہ میں ایک روز ہر مسلمان پر غسل کرنا، کپڑے بدلنا، عطر اور تیل لگانا مستحسن ہے، بلکہ بعض فقہاء اور محدثین کے نزدیک حدیث کے الفاظ کی بنا پر غسل واجب ہے۔

اسلام نے اس کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا ہے، جو مسلمانوں کے عام اجتماع کا دن ہوتا ہے، اور اس کی وجہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کی ہے کہ عرب کے لوگ سخت تنگدست اور پشمینہ پوش تھے، اور محنت مزدوری کرتے تھے، ان کی مسجد نہایت تنگ اور اس کی چھت نہایت پست تھی، جو چھپر کی تھی، ایک بار گرم دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے آئے تو لوگوں کو اس پشمینہ میں پسینہ آیا اور اس کی بو کے پھیلنے سے ہر شخص کو تکلیف ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بدبو محسوس کی تو فرمایا کہ لوگو! جب یہ دن آئے تو غسل کرلیا کرو، اور ہر شخص کو جو بہترین تیل اور خوشبو میسر ہوسکے لگائے۔“ جمعہ کے علاوہ معمولاً کسی کو بودار چیز مثلاً لہسن یا پیاز کھاکر مسجد میں آنے کی ممانعت بھی فرمائی۔

11-جمعہ کے علاوہ عام حالات میں بھی انسان کو صاف ستھرا رہنا چاہئے، چنانچہ ایک بار جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں تو فرمایا کہ اس کے پاس بال ہموار کرنے کا سامان نہ تھا؟ ایک دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اس کو پانی نہیں ملتا تھا جس سے وہ اپنے کپڑے کو دھولیتا۔

اسی کے ساتھ اسلام نے طہارت و نظافت کی تعلیم میں سادگی اور بے تکلیفی کو بھی ملحوظ رکھا ہے، اور ایسی تعلیم نہیں دی ہے جو تشدد، غلو اور وہم و وسوسہ کی حد تک پہنچ جائے، اس بنا پر اسلام نے بعض ان سختیوں کو دور کیا ہے جو اس معاملہ میں اور مذاہب میں پائی جاتی تھیں، مثلاً یہودیوں کے مذہب کی رو سے ناپاکوں کی پاکی کے لئے ضروری تھا کہ نہانے کے بعد اس دن کو اس معاملہ میں صرف اس قدر احتیاط کرنا چاہئے کہ پیشاب کے چھینٹے جسم یا کپڑے پر نہ پڑنے پائیں، اس سے زیادہ احتیاط، تشدد اور غلو کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ شدت احتیاط کی وجہ سے شیشی میں پیشاب کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بنواسرائیل کے جسم پر جب پیشاب لگ جاتا تھا تو اس کو قینچی سے کاٹ ڈالتے تھے، لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس تشدد کو ناپسند فرمایا اور کہا کہ کاش وہ اس قدر سختی نہ کرتے،

کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معمولی طور پر استنجا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

یہودیوں کے یہاں یہ بھی دستور تھا کہ جب کوئی عورت ایام سے ہوتی تو اس کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے اور اس کو گھر سے بالکل الگ کر دیتے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی:

(وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ، قُلْ هُوَ اَذًى، فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ، وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ، فَاْتُوْهُنَّ) (بقرہ/28)

(اور (اے پیغمبر!) لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو (ان کو) سمجھا دو کہ وہ گندگی ہے، تو حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو، اور جب تک پاک نہ ہو لیں، ان سے مقاربت نہ کرو اور جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ)۔

اس کے مطابق آپ نے حکم دیا کہ جماع کے علاوہ ان سے سب کام لے سکتے ہو، اور خود اپنے طرز عمل سے اس کی مثالیں قائم کر دیں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس حالت میں آپ کے بالوں میں کنگھی کرتی تھی اور آپ کے سر کو دھوتی تھی، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی چیز اٹھا کر مانگی، میں نے معذرت کی تو فرمایا ناپاکی تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

ناپاکی کی حالت میں مقامات مثلاً مسجد میں نہیں جا سکتے، قرآن مجید کو نہیں چھو سکتے، اسی اصول کی بنا پر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حالت جنابت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کرنے اور اٹھنے بیٹھنے سے اجتناب کیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مسلمان نجس نہیں ہوتا“ یعنی مسلمان جنابت اور حاجت غسل سے ایسا نجس نہیں ہو جاتا کہ اس کے چھونے سے کوئی دوسرا آدمی یا چیز ناپاک ہو جائے۔

ایک عورت نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ میں عورت ہوں اور میرے دامن لمبے ہو جاتے ہیں اور میں گندے مقامات میں چلتی ہوں، یعنی زمیں میں گھسٹنے کی وجہ سے ممکن ہے کہ دامن میں نجاست لگ جاتی ہو، بولیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد کی زمین اس کو پاک کر دیتی ہے۔ (یعنی اس کے بعد جو خشک اور پاک زمین آتی ہے وہ اس نجاست کو زائل کر دیتی ہے، ایک عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مسجد کی طرف ہمارا جو راستہ جاتا ہے وہ بدبودار ہے، جب بارش ہو تو ہم کیا کریں، فرمایا کہ اس کے بعد اس سے اچھا راستہ نہیں ہے؟ بولیں ہاں ہے، فرمایا تو وہ اس کی تلافی کر دیتا ہے، غرض اسلام کا اصول یہ ہے کہ خشک زمین پاک ہے، اور پانی کی طرح دوسری چیزوں کو بعض حالات میں پاک کر سکتی ہے، اسی لئے آپ نے فرمایا ہے کہ زمین میرے لئے پاک کر دی گئی ہے، اور اسی لئے وہ حالت تیمم میں پانی کے قائم مقام ہو جاتی ہے، جوتا زمین پر رگڑ لینے سے پاک ہو جاتا ہے۔

اسلام میں اس باب میں سب سے زیادہ جو آسانی پیدا کی وہ یہ تھی کہ تیمم کو غسل اور وضو کا قائم مقام کر دیا، اور اس کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک برکت سمجھا۔

غسل کا طریقہ یہ سکھایا کہ پہلے دونوں ہاتھ دھو لئے جائیں، پھر کر سے دھوکر نجاست دور کر لی جائے، پھر سارے بدن پر پانی بہایا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت سے غسل اس طرح فرماتے تھے، پہلے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر داہنے ہاتھ سے پانی بہا کر بائیں ہاتھ سے کمر کے نیچے دونوں طرف دھوتے، پھر وضو کرتے، لیکن پاؤں نہیں دھوتے، پھر سر پر تین بار پانی بہا کر بال کی جڑوں کو ملتے، پھر سارے جسم پر پانی بہاتے، اور آخر میں پاؤں دھوتے۔

اسلام میں ہر روز نہانے کا کوئی حکم نہیں ہے، اور نہ عرب جیسے ملک میں یہ ہو سکتا تھا، لیکن اگر کوئی ایسے ملک میں جہاں پانی کی بہتات ہو اور وہ صفائی کے لئے ہر روز نہائے تو مباح ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچوں وقت کی نماز کی تمثیل میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو اور اس میں وہ دن میں پانچ دفعہ نہایا کرے تو کیا اس کے بدن پر میل رہ سکتا ہے۔ ●●

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

نیا خون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

کوئی جسم اس وقت تک تندرست و توانا نہیں رہ سکتا جب تک اس میں نئے اور صاف خون کی تولید نہ ہوتی رہتی ہو، کوئی درخت اس وقت تک شاداب نہیں رہ سکتا جب تک اس میں نئی نئی پتیاں اور کونپلیں نہ نکلتی رہتی ہوں، امت مسلمہ بھی ایک جسم ہے جس کو ہر دور میں نئے خون کی ضرورت ہے، اس درخت کو بھی ہر موسم میں ہری بھری شاخوں اور نئی نئی پتیوں کی ضرورت ہے۔

امت مسلمہ کا سدا بہار درخت ہمیشہ نئی نئی پتیاں اور ہری بھری ڈالیں پیدا کرتا رہا، اور لباس بدلتا رہا، دماغی صلاحیتوں، سماجی قوت و نشاط، خاندانی و نسلی جوہر و صفات، آبائی شرافت، فطری مردانگی و شجاعت کے بڑے بڑے ذخیرے جو اپنی اپنی جگہ صدیوں سے جمع ہو رہے تھے اور حقیر حقیر چیزوں اور پست مقاصد میں ضائع ہو رہے تھے، اسلام کے ذریعہ اس امت کی طرف منتقل ہوتے رہے اور اسلام کے کام آتے رہے، باغ باغ کے پھول اور چمن چمن کے شگوفے اس امت کے گلدستہ میں نظر آتے ہیں اور اپنی بہار دکھاتے ہیں، کوئی ایران کا ہے کوئی خراسان کا، کوئی یمن کا ہے کوئی بدخشاں کا، کوئی مصر کا ہے کوئی اصفہان کا، ہر ایک اپنا خاص رنگ اور اپنے ملک اور قوم کا اور اپنی نسل و خاندان کا اصلی جوہر جو دوسرے ملک و قوم میں نایاب یا کمیاب تھے، اپنے ساتھ لایا اور اسلام کی نذر کیا، اس طرح انسانیت کے چمن کے بہترین پھول اور پھل اسلام کے لئے ڈالی میں لگ کر آئے، اب اسلام صرف نسل عرب اور ان میں سے بھی تنہا خاندان بنی عدنان کے موروثی صفات و کمالات کا مالک نہ تھا بلکہ پوری دنیا کی دماغی صلاحیتوں، فطری شرافتوں اور قومی خصوصیتوں کا سرمایہ رکھتا تھا، اس لئے کوئی ایک قوم یا نسل خواہ وہ کتنی ہی فائق ہو دماغی یا جسمانی حیثیت سے اس کے ساتھ ایک ترازو میں تل نہیں سکتی تھی، اس کے اندر ساری قوموں کا وزن اور اس کے جسم میں دنیا کی تمام نسلوں کا ست آ گیا تھا، وہ انسانیت کا جوہر تھا اور نوع انسانی کی طاقتوں کا سب سے بڑا خزانہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نسل و قومیت کے پرستاروں اور اپنی قوم کو خدا کی منتخب قوم سمجھنے والوں کے بالکل برخلاف اس حقیقت کا اعلان فرمایا ہے کہ خدا کی بخشش اور جسم و دماغ، عقل و ادراک، فہم و فراست، شرافت و نجابت اور جواں مردی و شجاعت کے فطری عطیے کسی قوم و نسل کے ساتھ مخصوص نہیں، فطرت کا یہ سرمایہ نوع انسانی میں بہت پھیلا ہوا ہے، ذہانت و ذکاوت، مروت و شرافت، قوت و شجاعت، خدا کی مخلوق میں پوری فیاضی سے تقسیم ہوئی ہے، اس پر کسی ایک قوم یا خاندان کا اجارہ نہیں۔

جس طرح سونے چاندی کی کانیں دنیا کے بہت سے ملکوں میں پائی جاتی ہیں اور یہ انسانوں کے بس کی بات نہیں کہ ان کو اپنے محبوب وطن اور اپنے مقدس ملک کے ساتھ مخصوص کر دیں، اسی طرح جوہر انسانیت کی کانیں اور انسانی صفات و کمالات کے دفینے بہت سے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔

"الناس معادن کمعادن الذهب والفضة" انسان بھی اعلیٰ صفات اور قابلیتوں کی کانیں ہیں جیسے سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں، ویسی ہی قدیم جو ہزاروں برس سے چلی آ رہی ہیں، ویسی ہی فطری جس میں انسان کی صنعت کو دخل نہیں، ویسی ہی بھرپور اور بیش قیمت جو پورے پورے ملک اور انسانی حد بندیوں سے بے نیاز ہیں، ویسی ہی مخفی جو بغیر خدمت و محنت اور تہذیب و تنظیم

کے مٹی میں ملی ہوئی ہیں، ویسی ہی کھری اور اصلی، اپنی قیمت اپنے ساتھ رکھنے والی، جوہر بازار اور ہر صرافہ میں موتیوں کے تول تلیں اور سونے کے مول بکیں۔

اس میں نہ عقیدہ کا اختلاف حارج ہے نہ مذہب وملت کا فرق، سونا سونا ہے اگرچہ کافر کے ہاتھ میں ہو یا مومن کے ہاتھ میں، ہیرے کے دام ایک ہیں اگرچہ جوہری میلا کچیلا اور بداخلاق ہو یا صاف ستھرا اور مہذب، گوہر شب چراغ بوڑھیا کے جھونپڑے اور بادشاہ کے محل دونوں کو روشن کرسکتا ہے "فخیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام" جو جاہلیت میں اپنے ذہن وذکاوت اور فہم وفراست میں ممتاز تھا وہ اسلام میں بھی ان چیزوں میں ممتاز رہے گا، جو جاہلیت میں حمیت وغیرت اور قوت وشجاعت میں امتیاز رکھتا تھا وہ اسلام میں بھی ان کمالات میں ممتاز رہے گا، اور میدان جہاد میں دوسروں سے سبقت لے جائے گا، البتہ اس کی ضرورت ہے کہ جاہلیت کی ان صفات میں اسلام توازن واعتدال اور نظم وتہذیب پیدا کردے، سونا بہرحال سونا ہے لیکن بازار میں جانے سے پہلے ضرورت ہے کہ اس کو مٹی سے صاف کرکے اور گڑھ کر اور چمکا کر اس کو زیور بنانے کے کام کا بنادیا جائے "فخیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا فی الدین" جوان میں سے جاہلیت میں سب سے بہتر تھا اسلام میں بھی بہتر رہیں گے بشرطیکہ انہیں دین میں درجہ فقاہت (جس کا لازمی نتیجہ اعتدال وتہذیب اور اشیاء کا صحیح تناسب معلوم ہونا ہے) حاصل ہوجائے۔

اسلام کی ابتدائی تاریخ اس حکمت نبویؐ کی پوری تصدیق کرتی ہے، سیدنا ابوبکرؓ اسلام سے پہلے بھی سچائی، نرم دلی، معاملہ فہمی اور اپنی سلامت روی میں ممتاز تھے، اسلام نے ان اوصاف کو اور چمکایا اور ان کو "صدیق" بنادیا، آنکھوں میں نمی اور دل میں محبت کی گرمی پہلے سے موجود تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت نے اسی محبت کو ٹھکانہ لگادیا، پروانہ حیران تھا اور اس کو اپنی حیرانی کی خودخبر نہ تھی، شمع نے اس کو نثار ہونا اور جلنا سکھادیا، حضرت عمرؓ دلیر تھے، بیباک تھے، طبیعت کے جری اور ارادہ کے قوی تھے، پورے مکہ کو اس کا علم تھا، لیکن اس شجاعت و دلیری کو کوئی بڑا میدان نہیں ملتا تھا، اسلام کو ایک دلیر کی ضرورت تھی جو کفار کے بیچ میں اللہ کی یکتائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کرے، حضرت عمرؓ کی فطری دلیری کو ایک شایان شان میدان کی ضرورت تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مقبول اور اللہ کی توفیق نے ان دونوں میں رشتہ قائم کردیا۔

حضرت عمرؓ اسلام میں آئے تھے تو اپنی شجاعت و دلیری اپنے ساتھ لائے تھے، اسلام نے اس کا اعتراف کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قدر کی اور اس کو اپنی اصلی جگہ بتائی، حضرت عمرؓ نے اس کو ٹھیک جگہ پر صرف کرکے روم وایران کی شہنشاہیوں کو اسلام کے قدموں پر جھکادیا، وہ جاہلیت میں شجاع ودلیر تھے، اسلام میں بھی شجاع ودلیر تھے، اور ایسا ہی ہونا چاہئے "فخیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام"۔

اسی بناء پر جب فتنہ ارتداد کے موقع پر انہوں نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنے میں احتیاط کا مشورہ دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "اجبار فی الجاهلیة وخوار فی الاسلام" (جاہلیت میں اتنے زوردار تھے اسلام میں اتنے کمزور ہو، لیکن یہ ایک عارضی صورت تھی، وہ فطرت کی نمود نہ تھی، تربیت و احتیاط کی نمود تھی، بہت جلد عمرؓ اپنی فطرت اصلی پر آگئے اور پھر کسی نے ان میں کمزوری نہ دیکھی، حضرت خالد فطری سپہ سالار تھے اور جنگ کے فن میں مجتہدانہ درجہ رکھتے تھے، ان کی قائدانہ قابلیت، حاضر دماغی اور سوجھ بوجھ ہر جگہ اپنا کام کرتی تھی، میدان احد میں ان کی موقع شناسی اور ذہانت نے میدان جنگ کا نقشہ بدل دیا، وہ اسلام میں آئے تو اپنی جنگی قابلیتوں، فطری مناسبتوں اور میدانی تجربوں کو لے کر آئے، اسلام نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سیف اللہ" کا خطاب دے کر ان کے کمال کا رتبہ بلند کیا اور اسلام نے قریش کے مقامی قائد کو دنیا کی سب سے بڑی فاتح سپاہ کا قائد اور یرموک کا فاتح بنادیا، عکرمہؓ بن ابی جہل کو

عربی نخوت خون میں اور ضد وانکار نامور باپ کی میراث میں ملا تھا، پہلے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے مقابلہ میں صرف ہوتا تھا، جب زندگی کا رخ بدلا تو اس کا میدان بھی بدل گیا، یرموک کے میدان میں جب بڑے بڑے شیروں کے پاؤں اکھڑنے لگے اور دشمن کا ریلا آیا تو انہوں نے للکار کر کہا کہ عقل کے دشمنو! میں تو وہ ہوں جو اس وقت تک رسول کے مقابلہ سے پیچھے نہیں ہٹا جب تک حق سمجھ میں نہیں آیا، کیا اب اسلام کے بعد تمہارے مقابلہ سے منہ موڑوں گا؟ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور جان دے دی، جاہلیت کا اَڑ جانے والا اور پہاڑ کی طرح جم جانے والا انسان نئے حریف کے مقابلہ میں پہاڑ کی طرح جمارہا، حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت عبداللہ بن سلام تعلیم یافتہ قوموں کے افراد تھے، جو علمی وکتابی باتوں اور اصطلاحات سے آشنا تھے، جب اسلام میں آئے تو اسی علمی مناسبت کے ساتھ آئے اور دین کے بہت سے علمی حصوں کو سمجھنے میں ان کو دوسروں سے زیادہ آسانی ہوئی، یہ ہزاروں مثالوں میں سے فطری صلاحیتوں کے تسلسل وتاثیر کی چند مثالیں ہیں۔

بعثت کے وقت ایران وروم، مصر و ہندوستان اپنے خاص ذہنی ونسلی امتیازات رکھتے تھے، کفر وشرک کے یہ معنی نہیں کہ یہ شاداب ومردم خیز ملک ہر صلاحیت سے محروم اور ہر کمال سے تہی دامن تھے، ایران نظم ونسق کی قابلیت اور تجربوں میں امتیاز رکھتا تھا، فنون لطیفہ کی ترقی نے اس میں ایک نزاکت اور لطافت پیدا کردی تھی، ایرانی عالموں اور مصنفوں اور نوشیروان عادل کی علمی سرپرستی اور تراجم نے اس میں علمی مذاق پیدا کردیا تھا، ساسانیوں کی طویل سلطنت نے اس کو ملکی تنظیم، زمینوں کے بندوبست اور مالیات کا تجربہ بخشا تھا، بازنطینی جو یونان وروم دونوں کے علمی وتہذیبی وسیاسی ترکہ کے وارث تھے، علمی اندازِ فکر ترتیب ذہن اور عسکری زندگی میں ممتاز تھے، مصری کاشتکاری اور تجارت کا وسیع تجربہ رکھتے تھے اور ان میں مذہبی شغف اور اس کے لئے قربانی کا ایسا جذبہ تھا کہ انہوں نے رومی سلطنت، بوزنطینی مذہب اور اس کے جبر واستبداد کا برسوں مقابلہ کیا تھا۔

ہندوستان اپنی حسابی قابلیت، مالی انتظام اور وفاداری میں ممتاز تھا، مسلمانوں نے ان سب ملکوں کے انسانی خزانوں سے پوری فراخدلی سے فائدہ اٹھایا اور ان کے امتیازات وکمالات کو اسلام کے راستہ سے اپنے کام میں لگایا، ایرانی ورومی نومسلموں نے یا نومسلم خاندانوں کے فرزندوں نے اپنی ذہانت سے علم کی ترقی اور فقہ کی تدوین میں حصہ لیا، سلطنت میں دفتری نظم ونسق قائم کرنے اور مالیات کے شعبوں کے بندوبست میں مدد دی اور تجربہ کار منتظم فراہم کئے، مصریوں نے زمینوں کی کاشت کی اور تجارت وصنعت کو فروغ دیا۔

ہندوستان نے بصرہ وبغداد کو امانتدار اور تجربہ کار محاسب، خازن اور خیب دیئے، تیسری صدی کے نصف میں جاحظ نے لکھا ہے کہ عراق کے بڑے بڑے شہروں میں بڑے بڑے تاجروں اور دولتمندوں کے منشی اور خیب عموماً سندھی ہیں، اس طرح ان قوموں کی قابلیتیں اور تجربے اسلام کی طرف منتقل ہوکر اسلام کی قوت اور مسلمانوں کی اعانت کا سبب بنے، اگر عرب اپنی قوم میں ان فنون کو پیدا کرنے کے درپے ہوتے اور اس کا انتظار کرتے اور اسلام ان کے لئے ایسے تیار شدہ آدمی فراہم کردیتا تو اس میں بڑا وقت لگتا اور پھر بھی اس میں شبہ ہے کہ ان کو ایسے کامل الفن اتنی جلدی ہاتھ لگتے۔

اسلام کا پیغام ایک ابدی پیغام ہے، جو کسی نسل وقوم کے ساتھ مخصوص نہیں، اور قومیں اور نسلیں اس کے لئے لباس کی حیثیت رکھتی ہیں، جب ایک لباس بوسیدہ اور ناکارہ ہوجاتا ہے تو وہ ایک نیا ملبوس زیب بدن کرلیتا ہے، دنیا کی کوئی قوم، کوئی نسل، اور کوئی خاندان ایسا نہیں جس میں نمو اور شادابی ہمیشہ رہے، اور جس کی زندگی وتوانائی یکساں طور پر قائم رہے، قوموں اور نسلوں کی بھی ایک عمر طبعی ہوتی ہے، ان کی جوانی اور بڑھاپا ہے، اشخاص کی طرح قوموں اور سلطنتوں کا بڑھاپا دور نہیں ہوتا، لیکن کبھی بعض نامعلوم اسباب کی بناء پر کسی قوم اور نسل میں اضمحلال اور تکان کے آثار وقت سے پہلے نمودار

ہوجاتے ہیں، اس کی زندگی کے سوتے خشک ہوجاتے ہیں، نئے خون کی تولید بند ہوجاتی ہے اور اس کی ہر چیز سے بوسیدگی اور کمزوری ٹپکتی ہے، حالات کے مقابلہ کی قوت، حق کے راستہ میں جہاد و قربانی کی ہمت، باہمی اتحاد و الفت اور دشمن کے خلاف جوش وحمیت اور اس کی طبیعت عداوت ونفرت جو زندگی کی علامتیں ہیں مفقود ہوجاتی ہیں، اس وقت وہ کسی ایسے کام اور پیغام کے لائق نہیں رہتی جو ہمت اور عزیمت اور قلبی، روحانی اور ذہنی قوت کا طالب ہے، اسلام کو ابتدائی زمانہ سے جب کبھی ایسی صورت حال سے سابقہ پڑا اور اسلام کے علمبرداروں میں جب ناکارگی اور میدان سے فرار کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں، فوراً اللہ تعالیٰ نے اس کی خدمت کے لئے ایک تازہ دم جوان ہمت قوم کو آمادہ کردیا جس نے اس کا گرتا ہوا علم سنبھال لیا، اس قوم یا جماعت میں ایمانی زندگی کی سب علامتیں پائی جاتی تھیں۔

(یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ و لا یخافون لومۃ لائم)

(اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے، اہل ایمان کے حق میں نرم، کافروں پر سخت ہیں، اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے)۔

یہ درحقیقت لباس کی تبدیلی تھی، عالمگیر اور زندہ جاوید اسلام اس کے لئے مجبور نہیں ہے کہ وہ ایک بوسیدہ اور ناکارہ لباس ہی میں ملبوس رہے اور چیتھڑے ہی بدن پر لگائے رہے "ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواماً و یضع بہ آخرین" (اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو رفعت دیتا ہے اور (جو اس کو چھوڑ دیں) گراتا ہے)۔

جب اسلام کے ابتدائی حاملین عربوں میں ضعف واضمحلال پیدا ہوا، اسلام سے بے تعلقی اور جہاد وسرفروشی میں انحطاط اور دنیا میں انہماک ظاہر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی خدمت اور اسلام کا علم جہاد بلند کرنے کے لئے عجمی نسلوں کے افراد اور جدید الاسلام خاندانوں کے فرزندوں کو تیار کردیا، جو اسلامی حمیت، جذبہ جہاد، شوق شہادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے عشق میں صحیح النسب سادات وشیوخ سے بڑھے ہوئے تھے، جب یورپ سے صلیبی حملہ آوروں کی یلغار ہوئی اور فلسطین وشام اور عربی ممالک بالعموم خطرہ میں پڑگئے، گستاخ اور شوخ نگاہیں حرم نبویؐ کی طرف بھی اٹھیں اور بیباک اور ناپاک زبانوں نے گستاخانہ کلمات نکالے تو اسلام کی عزت بچانے اور ناموس رسول کی حفاظت کے لئے جو جواں مرد میدان میں آئے، ان میں سے ایک زنگی تھا اور ایک کرد (روحی فداہما) سلطان نورالدین شہیدؒ اور سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے نہ صرف اسلام کی عزت بچالی بلکہ یورپ پر اسلام کی دھاک بٹھادی، گستاخ پرنس کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتے ہوئے سلطان نے ایمان وعشق میں ڈوبے ہوئے جو کلمات کہے:

"الیوم انتصر لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم"۔

(آج میں اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقام لیتا ہوں)۔

وہ ایک بڑے سے بڑے ہاشمی، صدیقی، فاروقی کے لئے بھی طرۂ افتخار اور وسیلہ نجات ہیں، آج کون ہاشمی ہے جو اس پر سو جان سے قربان نہ ہو، جس نے بارگاہ رسالت کی شان میں بے ادبی کرنے والے کو عشق ومحبت میں مخمور ہو کر بھرپور ہاتھ سے قتل کیا، کون ہے جو اپنے ایمان کو اس کرد کے ایمان کے ساتھ تلوانے کے لئے تیار ہو، جس کے بزرگ چند ہی پشت اوپر کردستان کی جہالت وظلمت میں گم ہوجاتے ہیں اور پھر ان کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

پھر جب عباسیوں کو اپنے عشق وعشرت سے فرصت نہ ہوئی تو اسلام کی شوکت وعظمت کی حفاظت کے لئے سلجوقیوں کو تیار کردیا گیا جنہوں نے ایک صدی کے قریب یورپ میں علم جہاد بلند رکھا اور نظامیہ بغداد اور مدرسہ نیشاپور کے ذریعہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے دریا بہائے، پھر جب

عباسیوں کے درخت اقبال کو گھن کھا گیا اور تاتاری حملہ نے اس کو جڑ سے اکھیڑ دیا تو جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے فرزندوں کا خون بہایا تھا وہ اس کے غلاموں کی صف میں داخل ہوگئے، یہ سب اسلام کے سدابہار درخت کی نئی پتیاں اور شگوفے تھے، جنہوں نے اس کی سرسبزی قائم رکھی، پھر جب مشرق کی تمام پرانی مسلمان قوموں پر عالمگیر اضمحلال طاری ہوگیا اور زندگی کی کوئی چنگاری کہیں باقی نہیں رہی تو اللہ تعالیٰ نے مغرب اسلام کا ایک شعلہ جوالہ پیدا کیا، جس نے صدیوں یورپ کی مرضی کے بالکل خلاف اسلام کا علم بلند رکھا، یہ عثمانی حضرت عثمانؓ کی اولاد میں نہ تھے مگر قرآن کی خدمت واشاعت اور فتوحات کی وسعت میں ان کو حضرت عثمانؓ سے روحانی نسبت ہے۔

نومسلم قوموں اور نومسلم خاندانوں اور لاکھوں کی تعداد میں ان نومسلم افراد کو کہاں تک گنایا جاسکتا ہے، جنہوں نے امت مسلمہ کے جسم میں صالح اور طاقتور خون پہنچایا، جنہوں نے اپنی فکری صلاحیت اور نسلی ذکاوت اور قومی شجاعت سے مسلمانوں میں کبھی اجتہاد اور کبھی جہاد کی روح پھونکی، اسلامی کتب خانہ میں گرانقدر اضافے کئے، فکر ونظر کی نئی نئی راہیں نکالیں، قرآن مجید کی تفسیریں لکھیں، حدیث کی شرحیں کیں، فقہ کے مجموعے مرتب کئے، یہ نیشاپوری اور ابوالسعود ترکی کون ہیں؟ جن کی تفسیریں حلقہ درس کی زینت ہیں، یہ بیضاوی کے محشی شیخ زادہ اور سیالکوٹی کون ہیں؟ یہ حدیث کے خادموں میں زیلعی بن الترکمانی کس نسل سے تعلق رکھتے ہیں؟ فقہ کا طالب علم مرغینانی صاحب ہدایہ اور تاتارخانی صاحب فتاویٰ کو کیسے بھول سکتا ہے؟ یہ سب کیا تھا اسلام کی علمی وذہنی فتوحات اور امت مسلمہ کے جسم میں نئے اور تازہ خون کی تولید۔

آخر آخر دور تک اسلام کی فتح وتسخیر کا کام جاری رہا اور اس خزانہ میں نئے نئے سکوں کی آمد ہوتی رہی، ہمارے ملک ہندوستان میں جہاں اسلام کی تبلیغ اور تاثیر عرصہ دراز سے بہت کمزور ہے، اسلام خود ہی بہت سے جیتے جاگتے اشخاص، روشن دماغ اور گرم دل بلند نظر افراد کو کھینچتا رہا اور اپنی محبت سے گھائل کرتا رہا جن کی نظیر افسردہ پژمردہ کم نگاہ وبے یقین مسلمانوں میں نہیں ملتی، انہوں نے مسلمانوں میں زندگی کی نئی روح پھونک دی، ان میں اسلام کی صداقت پر تازہ یقین پیدا کردیا، دماغوں کو اپنے علم سے روشن اور دلوں کو اپنے عشق کی حرارت سے گرمادیا، دور کیوں جایئے، کتنے خاندانی مسلمان اس عشق کا دعویٰ کرسکتے ہیں جو عشق اقبال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے؟ یہی عشق وتعلق ہے جو اس کی زبان سے یہ شعر نکلواتا ہے:

تو اگر بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اور یہ اشعار اس کی زبان پر آتے ہیں:

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ما زنام مصطفیٰ است
خاک یثرب از دوعالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

وہ کبھی وجد میں آکر کہنے لگتا ہے:

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر بن جائیں
کہ برفتراک صاحب دولتے بستم سرخود را
وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طاہا

اسی تعلق نے اس کو دانش فرنگ سے مسحور ہونے سے بچایا:

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوہ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ونجف

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ آخر زمانہ میں یہ حال ہوگیا تھا کہ مدینہ کا کسی نے نام لیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، کتنے قریشی وہاشمی اس برہمن زادہ کے ذات نبویؐ سے عشق وتعلق میں ہمسری کا دعویٰ کرسکتے ہیں؟

پھر اسلام کی صداقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت پر ایسا غیر متزلزل یقین ہے کہ بجا طور پر ایک فلسفہ زدہ سید زادہ کو خطاب کرکے کہتا ہے:

میں اصل کا خاص سومناتی
آباء میرے لاتی و مناتی
تو سید ہاشمی کی اولاد
میری کف خاک برہمن زاد

ہے فلسفہ میرے آب وگل میں
پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں
اقبال اگرچہ بے ہنر ہے
اس کی رگ رگ سے باخبر ہے
دین مسلک زندگی کی تقویم
دین سر محمدؐ و ابراہیمؑ
دل در سخن محمدیؐ بند
اے پور علیؓ ز بو علی چند
چوں دیدۂ راہ میں نہ داری
قائد قریشی بہ از بخاری

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ سپرو خاندان کے ایک کشمیری برہمن زادہ کا کلام ہے؟ اور کیا آج سادات وشیوخ کے نجیب الطرفین خاندانوں میں جن کے پاس اپنے خاندانی شجرے ہیں، یہ یقین اور ایمان پایا جاتا ہے؟ (ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء).

پھر اسلام کی حمیت وغیرت میں روح اسلام کی ترجمانی میں، وقت کے فتنوں اور جاہلیت کی تشخیص اور قومیت و وطنیت سے نفرت اور تردید میں کتنے اصحاب علم وصلاح اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟

ادھر پچھلے برسوں میں چند کتابیں صحیح اسلامی فکر اور مربوط طرز تحریر و استدلال کا نمونہ پیش کرتی ہیں اور اسلام کی کامیاب ترجمانی کا فرض انجام دیتی ہیں، ان میں آسٹریلیا کے ایک یہودی النسل جرمن نومسلم محمد اسد کی انگریزی کتاب (Islam at the Cross Road) بھی ہے، یہ سب اسلام کی تازہ علمی و ذہنی و اخلاقی فتوحات ہیں جو ہم کو مستقبل کی طرف سے ناامید ہونے سے باز رکھتی ہیں۔

لیکن عام طور پر مسلمانوں نے فتح وتسخیر کے ان میدانوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں ہیں جہاں سے ان کو ہمیشہ زندگی کا ابلتا اور جوش مارتا ہوا خون، تازہ دم دماغ، دردمند و پرسوز دل اور متحرک اور برق وش جسم ملتے رہے، مسلمان روز بروز ان میدانوں سے مایوس ہوتے جارہے ہیں اور قدیم میدانوں کے سوا کسی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کا رأس المال اور اصل پونجی یہی ہے کہ اس کو کسی حال میں تلف نہیں ہونے دینا چاہئے لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ جس سرمایہ میں اضافہ اور جس پونجی میں نئی آمدنہ ہو وہ ایک دن ختم ہو جائے گی، ہمیں اس سرمایہ میں اضافہ اور نئی آمدنی کے اسباب و وسائل پر غور ضرور کرتے رہنا چاہئے، پرانے خاندانوں اور نسلوں میں افسردگی اور بوسیدگی اور اسلام کی دوبارہ ترقی سے ناامیدی بڑھتی جارہی ہے، اعصاب ٹھٹھرے جارہے ہیں، اعضاء مضمحل ہورہے ہیں، قلب روز بروز ضعیف اور دماغ مفلوج ہورہا ہے، کوئی دینی پیغام، کوئی دینی تحریک، کوئی درد و اخلاص، کوئی علم وحکمت، کوئی شاعری وخطابت اس گروہ میں زندگی نہیں پیدا کر رہی ہے، جو چیزیں قوموں میں جنون کی لہر اور موت کا عشق پیدا کر دیتی ہیں، وہ ان مسلمانوں کو چونکانے سے بھی قاصر ہیں، بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن کو دین سے اور دین کی راہوں سے، دین کی اصطلاحوں سے، دین کے انعامات سے، دین کی ترغیبات سے کوئی مناسبت اور اس میں ان کے لئے کوئی کشش نہیں رہی، آخرت خارج از بحث چیز ہے، جنت دوزخ بے معنی الفاظ ہیں، اس پر دنیا طلبی، زرطلبی اور زمانہ سازی کا طلسم قائم ہے۔

(ان لا تسمع الموتىٰ و لا تسمع الصم الدعاء)

(سو آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور بہروں کو آواز نہیں سنا سکتے)۔

ان کا حال ہے، بہت سے لوگوں کی علمی صلاحیت محدود ہے، فطری طور پر اور نسلی اثرات صدیوں کے جمود و بے علمی کی وجہ سے، ان کے قویٰ میں اضمحلال اور طبیعت میں حد درجہ افسردگی اور برودت ہے، وہ زندگی کی کشمکش میں حصہ نہیں لے سکتے اور اسلام کے لئے قربانی اور جدوجہد سے قاصر ہیں، ایسی حالت میں اگر اسلام کی قسمت ان ست عناصر اقوام و افراد کے ساتھ وابستہ کر دی جائے اور ساری کوشش ان ہی پر منحصر کر دی جائے تو یہ مستقبل کے لئے بڑا خطرہ ہے، ضرورت ہے کہ ان قدیم الاسلام اقوام اور خاندانوں کے دین کی پوری حفاظت اور اس کے لئے انتہائی جدوجہد کے ساتھ نئے نئے میدانوں کی طرف بھی رخ کیا جائے،

اور اسلام کی دعوت کو وہاں تک پہنچایا جائے، جس دین نے ناامیدی اور مایوسی کی حالت میں تاتاریوں اور عثمانی ترکوں کو اسلام کا علمبردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار بنایا اور جو ہمیشہ دنیا کے صنم خانوں سے کعبہ کے لئے پاسبان مہیا کرتا رہا ہو، کیا اب اپنے حریفوں میں سے حلیف اور دین فطرت کا حلقہ بگوش نہیں بنا سکتا؟ ہم جب تک اس کی منظم اور پرجوش کوشش نہ کرلیں، ہم کو مایوس ہونے اور اس کے خلاف رائے قائم کرنے کا کوئی حق نہیں۔

اسلام کو اس وقت نئے خون، نئی امنگوں، نئے ولولے اور نئے جوش عمل اور جذبہ قربانی کی ضرورت ہے، یہ نیا خون، نیا جوش اور قربانی بہت سی جگہ موجود ہے، لیکن پست مقاصد اور غلط میدانوں میں صرف ہورہا ہے، جو چیز اسلام کے کام نہیں آرہی ہے وہ صرف ضائع نہیں ہورہی ہے بلکہ دنیا کی تباہی کا باعث ہورہی ہے، اسلام کی دعوت ابھی ان گوشوں میں نہیں پہنچی۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کو ان قوموں اور طبقوں تک پہنچا کر اسلام کی طاقت اور ایمان کی ان کیفیات کا تماشہ دیکھیں جو ہمیں دنیا کی تاریخ میں نومسلموں کی زندگی میں وقتاً فوقتاً نظر آتی ہیں، ہمیں ان نومسلموں کی زندگی میں اسلام کی صداقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت وامامت عالم پر اس درجہ کا یقین، ذات نبویؐ کے ساتھ وہ عشق وشیفتگی اور اسلام کی برتری کے لئے ایسی جدوجہد اور سرفروشی دیکھنے میں آئے گی جس کے سامنے ہم پشتینی مسلمانوں کو شرم آئے گی، اور جس کی نظیر صدیوں سے دیکھنے میں نہیں آئی ہوگی۔

□□□

رضوان کے سالانہ خریداروں سے گزارش

یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ ماہنامہ رضوان کی اشاعت خالص تبلیغی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔ کوئی تجارتی کاروباری مفاد اس اشاعت میں پیش نظر نہیں ہے۔ چنانچہ ۴۰ صفحات کے اس رسالے کی قیمت انتہائی کم (فی شمارہ صرف بیس روپے اور سالانہ خریداری -/200 روپے) ہے۔ ہمارے پیش نظر نفع بخش کاروبار نہیں بلکہ ہم اپنے وسائل میں رہتے ہوئے رضوان کے ذریعے بیش بہا مضامین شائع کرتے ہیں۔ اس ضمن میں رضوان کے سالانہ خریدار بھی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر تمام سالانہ خریدار اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے بروقت اپنی سالانہ رقوم ''ادارہ رضوان'' کو بھیج دیں تو وہ بھی ہماری ان تبلیغی کوششوں میں معاون ہوں گے۔

سالانہ خریداروں سے گزارش ہے کہ مدت خریداری ختم ہونے پر زر سالانہ کی ترسیل میں جلدی فرمائیں۔ ہر ماہ سرخ نشان کے ذریعہ ان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اور منی آڈر فارم بھی روانہ کیا جاتا ہے۔ تا کہ یاددہانی ہو سکے۔

یاد رکھئے! زر سالانہ کی بروقت عدم وصولی سے ادارے پر مالی بوجھ بڑھتا ہے اور پچھلے کچھ عرصے سے اس میں اضافہ ہی ہوا ہے لہٰذا سالانہ خریداروں سے گزارش ہے کہ رضوان کی مدت خریداری ختم ہوتے ہی زر سالانہ کی ادائیگی کریں تا کہ ادارے پر مالی بوجھ نہ پڑے بصورت دیگر اگر آئندہ ''رضوان'' خریدنا نہیں چاہتے، تب بھی خط لکھ کر یا بذریعہ فون اس بارے میں دفتر رضوان کو مطلع فرمادیں۔ نیز اپنا خریداری نمبر یا جس نام سے رسالہ جاری ہے وہ پتہ صاف اور خوشخط ضرور لکھیں۔

آپ کا تعاون اس دینی سعی وکاوش میں ہمارے لئے نہایت اہم اور ''رضوان'' کے معیار میں اضافے کے ساتھ آپ کیلئے کار خیر کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

عصر حاضر کا جہاد!

دین کا ایک اہم فریضہ اللہ کے راستہ میں جہاد ہے، جہاد کے لفظ کو دشمنانِ اسلام نے کچھ اس طرح بدنام کردیا ہے کہ گویا دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں، اور اس حقیقت کا بھی اعتراف کرنا چاہئے کہ اس میں جہاں اعداءِ دین ومعاندین کا حصہ ہے، وہیں کچھ حصہ ان نام نہاد، عاقبت نااندیش، شریعت کے مذاق ومزاج سے نابلد اور زمانہ ناشناس مسلمانوں کا بھی ہے، جنہوں نے اپنے مخالفین کے قتل وغارت گری کو جہاد کے نام پر جائز ٹھہرا رکھا ہے، جس کی مثال اس وقت عالم اسلام اور عالم عرب میں کھلی آنکھوں دیکھی جاسکتی ہے، لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ جہاد نہیں، جہاد کے نام پر فساد ہے، اور اگرچہ انہوں نے مجاہدین اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے، لیکن حقیقت میں یہ اسلام دشمن طاقتوں کے آلۂ کار ہیں اور اسلام کو بدنام کرنے کے لئے استعمال ہورہے ہیں۔

جہاد کے معنی محنت وکوشش کرنے کے ہیں: چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو ''افضل الجہاد'' قرار دیا، "لكن افضل الجهاد حج المبرور" (بخاری، حدیث نمبر: 2784) اسی طرح ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی خدمت کو جہاد سے تعبیر فرمایا، (بخاری، حدیث نمبر: 3004) یہ محنت وکوشش شیطان اور نفسانی خواہشات کے خلاف بھی ہوسکتی ہے اور ظالموں کے خلاف بھی، اسی لئے علامہ ابن قیمؒ نے جہاد کی چار قسمیں کی ہیں: نفس سے جہاد، شیطان سے جہاد، دشمنانِ اسلام سے جہاد اور منافقین یعنی مسلمانوں کی صف میں چھپے ہوئے ان لوگوں سے جہاد جو اصل میں اسلام کے خلاف سازش کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں، (زادالمعاد: 3/10-11) پھر ظالموں کے خلاف جہاد کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے دو طرح کے وسائل کا ذکر فرمایا ہے: ایک: مال، دوسرے: جان، "وجاهدوا بأموالكم وأنفسكم" (توبہ: 41)

مال سے جہاد کا مطلب یہ ہے کہ مال کے ذریعہ مظلوموں کی مدد کی جائے اور مالی وسائل کے ذریعہ ظالم کو ظلم سے روکنے کی کوشش کی جائے، اسی طرح جان کے ذریعہ جہاد کا مطلب صرف قتل وقتال نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق جہاد کرنے والے کی قدرت اور جن سے جہاد کیا جارہا ہے، ان کے حالات سے ہے، جو شخص کسی ظلم کو روکنے کے لئے طاقت کے استعمال پر قادر ہو، اس کو طاقت کا استعمال کرنا چاہئے، طاقت پر قادر ہونے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس کا عمل قانون کے دائرہ سے باہر نہ چلا جائے، کسی ملک میں بسنے والا شہری اس ملک کے قوانین کا پابند ہے، اگر وہ قانون وآئین کی حدود سے باہر نکل جاتا ہے تو اس کا یہ عمل درست نہیں، کیونکہ شرعاً اس کے لئے اس کی اجازت نہیں ہے، ایسے عمل سے بدامنی اور انارکی کا ماحول پیدا ہوتا ہے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ زبان سے ظلم کو روکنے کی کوشش کرے، یہ بھی بہت بڑا جہاد ہے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم کے سامنے انصاف کی بات کہنے کو سب سے بڑا جہاد قرار دیا ہے۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر 2329)

غرض کہ ظالم کو ظلم سے روکنے اور مظلوم کی مدد کرنے کی ہر کوشش جہاد میں شامل ہے، اس پس منظر میں غور کیجئے تو اس دور میں پر امن جہاد کی متعدد ایسی شکلیں سامنے آئی ہیں کہ گذشتہ ادوار میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، اس سلسلہ میں اس وقت دو اہم نکات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے، اول: سوشل میڈیا کا استعمال۔ دوسرے: ظلم کے خلاف قانونی جدوجہد۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس وقت میڈیا فکر سازی میں شاید سب سے اہم کردار ادا کررہا ہے اور اس کے ذریعہ قوموں کی قسمتوں کے فیصلے لکھے جاتے ہیں، الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا، بدقسمتی سے اس پر زیادہ تر ان لوگوں کا قبضہ ہے جو نہ صرف ناطرفدار نہیں ہیں، بلکہ وہ مظلوم کے مقابلہ ظالم کے طرفدار ہیں اور شب و روز انصاف کا خون کرتے رہتے ہیں، لیکن گذشتہ دس بیس سالوں میں سوشل میڈیا نے واٹ سپ، فیس بک، یوٹیوب، ٹیوٹر وغیرہ کی شکل میں ایک اہم مقام حاصل کرلیا ہے، جس کو مختلف افراد اور تنظیمیں اپنے طور پر استعمال کرسکتی ہیں اور اپنا پیغام لوگوتک پہنچا سکتی ہیں، اگرچہ کہ ان وسائل کا استعمال مفاسد کے لئے بھی بکثرت ہوتا ہے، یہاں تک کہ بے حیائی پھیلانے اور اخلاقی بگاڑ پیدا کرنے کے لئے بھی ان سے کام لیا جاتا ہے، لیکن بہرحال اس کی حیثیت ایک ایسے ہتھیار کی ہے، جس کو بہتر مقاصد کے لئے بھی موثر طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

آج کل سوشل میڈیا پر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہایت ناشائستہ حملے جاری ہیں، فرقہ پرست مذہبی وسیاسی قائدین کی ایسی تقریریں نشر کی جاتی ہیں، جن کو سن کر ناواقف اور سادہ لوح ہندو بھائیوں کا متاثر ہوجانا فطری بات ہے، یہ بات ممکن ہے کہ ان تقریروں کی ویڈیوز پر کومنٹ کرکے اور یوٹیوب، فیس بک، ٹیوٹر وغیرہ کے ذریعہ جوابی تقریر نشر کرکے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا جائے اور غلط فہمیوں کو مؤثر طور پر دور کیا جائے، نیز اس کام کو منظم طور پر کیا جائے، جب بھی کوئی مخالف اسلام چیز سوشل میڈیا پر آئے تو سیکڑوں لوگ سنجیدہ لہجہ میں اسلام کی موافقت کرتے ہوئے اپنا ردعمل ظاہر کریں اور چوبیس گھنٹہ کے اندر جوابی مواد ویڈیو یا تحریر کی شکل میں نیٹ پر آجائے، یہ جواب جذباتی نہ ہو، دلائل پر مبنی ہوں، تیز لب ولہجہ میں نہ ہوں، سنجیدہ اُسلوب میں ہوں، مخالفین کے جذبات کو مجروح کرنے والے نہ ہوں، پیام محبت اور نصح و دعوت کے اُسلوب میں ہوں، وہ ہندی میں بھی ہوں، انگریزی زبان میں بھی ہوں اور مقامی زبانوں میں بھی، یہ کوشش انشاء اللہ انصاف پسند، غیر جانبدار اور علم دوست لوگوں کو مطمئن کرے گی، اس وقت اسلام کے خلاف جس طرح ایک طرف مواد آرہا ہے، یہی اس کا بہترین جواب ہوگا۔

ایسے واقعات پر پُرتشدد ردعمل، دوسروں کی جان لینا، یا خودکش حملوں کے ذریعہ اپنی جان کو کھونا ایک بے فائدہ، بلکہ نقصاندہ اور غیر شرعی عمل ہے، اس سے اسلام کی اور مسلمانوں کی بدنامی ہوتی ہے، دشمنان اسلام کے مقاصد کو تقویت پہنچتی ہے اور غلط فہمیاں دور نہیں ہوتیں، بلکہ مسلمانوں کے تئیں نفرت بڑھتی جاتی ہے، اس سے اسلام اور مسلمان کو ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچتا، بلکہ اُلٹے نقصان پہنچتا ہے، اس کے برخلاف اگر ہم مدلل طور پر سنجیدگی کے ساتھ اور شائستہ لب ولہجہ میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے تو اس سے دشمنانِ اسلام کی سازشیں ناکام ہوں گی اور برادرانِ وطن میں انشاء اللہ ایک ایسا حلقہ قائم ہوگا، جو فرقہ پرستی کے مقابلہ میں اُٹھ کھڑا ہوگا۔

دوسرا قابل توجہ کام قانونی پیروی کا ہے، طاقت کے ذریعہ ظلم کو روکنے سے مراد صرف یہی نہیں ہے کہ انسان لاٹھی اور تلوار کا استعمال کرے، بلکہ اس سے بھی بڑی طاقت قانون کی طاقت ہے، کمزور سے کمزور شخص بھی قانون کے ذریعہ ایسے شخص کو مجرم کے کٹہرے میں کھڑا کرسکتا ہے، جو جسمانی قوت، مال ودولت، عہدہ اور سیاسی رسوخ کے اعتبار سے اس سے کہیں بڑھا ہوا ہو، عام طور پر ہماری ملی صورت حال یہ ہے کہ ہم کسی واقعہ پر وقتی احتجاج کرتے ہیں، اخبار میں بیانات جاری کرتے ہیں، ریلیف کا انتظام کرتے ہیں، لیکن دو باتوں کا اہتمام نہیں کرتے، ایک یہ کہ نقصان پہنچانے والوں کے خلاف مناسب ایف آئی آر درج کرائی جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ملزم پر اس کے جرم کے لحاظ سے دفعات لگائی جائیں، ورنہ پولیس اسٹیشن پہنچنے والے خوش ہوجاتے ہیں کہ

ہمارا مقدمہ درج ہوگیا، لیکن ان پر ایسی ہلکی دفعات لگائی جاتی ہیں، جن کا کوئی خاص اثر نہیں ہوتا۔ دوسرے: مقدمہ کی مسلسل پیروی کی جائے، ایسا نہ ہو کہ ایک دو پیشیوں کے بعد بیٹھ جایا جائے۔

اس وقت ملک میں مختلف مقامات پر ایک خاص منصوبہ کے تحت فسادات کرائے جارہے ہیں، تاکہ بی جے پی کے حق میں ہندو ووٹ کو متحد کیا جائے، مسلم تنظیموں کو چاہئے کہ ان فسادات کے ملزمین کا مسلسل قانونی تعاقب کریں اور ان کو کیفر کردار تک پہنچائیں، اسی طرح مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز بیانات اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ مواد کے خلاف زیادہ سے زیادہ ایف آئی آر درج کرایا جانا چاہئے اور یہ کام ملک کے مختلف علاقوں سے ہونا چاہئے، تاکہ حکومت قدم اٹھانے پر مجبور ہو اور عدالتی چارہ جوئی کے ذریعہ مجرم کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جاسکے۔

یہ کام بہت بڑا اور پھیلا ہوا ہے، آج کل ہر دن کسی فساد کی خبر آتی ہے اور آئے دن نفرت انگیز اور گستاخانہ مواد میڈیا میں آتا رہتا ہے، اس لئے ایک دو افراد، یا ایک جماعت یا تنظیم شاید اس کام کو انجام نہ دے سکے، اس کے لئے ضروری ہے کہ مختلف جماعتیں اور تنظیمیں، نیز علمی ودعوتی ادارے مل کر تقسیم کار کرلیں اور مختلف مقدمات کی پیروی کو مختلف تنظیمیں اپنے ذمہ لے لیں، اس طرح اتنے بڑے ملک میں اس مہم کو چلایا جاسکے گا اور ایسے معاملات میں بھی مجرم کو سزا ہوجائے تو اس کے دور رس اور گہرے اثرات مرتب ہوں گے، جب مجرم کو سزا نہیں ملتی ہے تو جرم پیشہ لوگوں کی ہمتیں بڑھ جاتی ہیں اور ان کے قدم ظلم وجور کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں، ایسی مجرمانہ ذہن رکھنے والے لوگوں پر احتجاج کا اثر نہیں ہوتا اور نہ بیان ونصیحت ان کے پتھر دل کو موم بنا پاتے ہیں۔

ان دونوں کاموں کے لئے کثیر سرمایہ کی بھی ضرورت ہے، ملت کے سرمایہ داروں، دولت مندوں، تاجروں اور صنعت کاروں کا فریضہ ہے کہ وہ اس مہم میں حصہ لیں اور اس کو دینی اور ملی فریضہ تصور کریں، اگر مسلمان اپنی فضول خرچی کو کم کرلیں، اپنی تقریبات کو سادہ رکھیں اور یہ پیسے بچا کر ملت کے اس اہم کاز پر خرچ کریں، نیز دینی وملی ادارے وتنظیمیں اپنے بجٹ کا ایک حصہ اس کے لئے مخصوص کرلیں تو یہ چنداں دشوار نہیں، ضرورت ہے عزم وحوصلہ کی، تنظیم ومنصوبہ بندی کی، دردمندی اور فکرکی ارجمندی کی اور ایک مشترک کام کے لئے اشتراک واتحاد کی۔

قرآن مجید میں جابجا مال کے ذریعہ جہاد کا حکم دیا گیا ہے، موجودہ دور میں مال کے ذریعہ جہاد کی یہ بہترین صورتیں ہیں، انشاء اللہ اس میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کا اجر ہے۔ کاش کہ علماء ومشائخ، امت کے دانشوران ومفکرین اور ملت کے اصحاب ثروت سر جوڑ کر بیٹھیں اور مل جل کر قدم اٹھائیں تو کوئی رکاوٹ نہیں جو ہمارے قدموں کو روک دے اور کوئی دیوار نہیں جو ہمارے لئے سدراہ بن جائے۔ ●●

ضروری اعلان

محترم قارئین کرام!

جن لوگوں کو دفتر کی جانب سے بقایاجات کے خطوط روانہ کئے گئے ہیں، ان سے گذارش ہے کہ جلد از جلد بقایا رقم ادا فرمادیں، اس وقت ادارے کو رقم کی سخت ضرورت ہے نیز اگر رسالہ جاری رکھنے کا ارادہ نہ ہو، مطلع کردیں تاکہ ادارے کا مزید نقصان نہ ہو۔

جو حضرات دفتر سے معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ ۲؍بجے سے شام ۵؍بجے تک فون پر رابطہ کرسکتے ہیں۔ جمعہ کے دن دفتر بند رہتا ہے۔

دفتر کھلنے کا وقت ۲؍بجے سے ۵؍بجے تک ہے، دیگر اوقات میں فون نہ کریں۔

رابطہ کیلئے : Mobile : 9415911511

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی کے سنہرے واقعات

اسلام کے پہلے بے باک خطیب

سیدہ عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب صحابہ کرام کی تعداد 38 ہوگئی تو سیدنا ابوبکرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اصرار کیا کہ علی الاعلان دعوت اسلام دیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انا قلیل یا ابوبکر"

"اے ابوبکر! ابھی ہماری تعداد تھوڑی ہے۔"

ابوبکر مصر رہے حتیٰ کہ آپ اعلانیہ تبلیغ کے لئے باہر نکل آئے۔ مسجد حرام کے اطراف میں ہر مسلمان اپنے قبیلے کے افراد میں جلوہ آراء ہوگیا۔ سیدنا ابوبکرؓ تقریر کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ اس طرح لوگ سیدنا ابوبکرؓ اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے سیدنا ابوبکرؓ کو مسجد حرام میں خوب زدوکوب کیا۔ بدبخت عتبہ بن ربیعہ آپ پر پل پڑا۔ اس نے آپ کے چہرے کو شدید ضربوں کا نشانہ بنا کر زخمی کردیا اور آپ کے جسم کو بھی بری طرح روندا حتیٰ کہ آپ نڈھال ہوکر گر پڑے۔ آپ کے قبیلہ بنو تمیم کے لوگ بھاگتے ہوئے آئے اور انہوں نے مشرکین سے آپ کی گلو خلاصی کرائی۔ وہ سیدنا ابوبکرؓ کو اٹھا کر ان کے گھر لے گئے۔ آپ کی نازک حالت دیکھ کر انہیں آپ کی موت کا پختہ یقین ہوگیا۔ آپ کو گھر میں چھوڑ کر آپ کی قوم کے افراد واپس مسجد حرام میں آئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! اگر ابوبکر وفات پاگئے تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو قتل کردیں گے۔

اس کے بعد وہ سیدنا ابوبکرؓ کے پاس لوٹ آئے اور آپ کے والد کے ساتھ مل کر آپ کو ہوش میں لانے اور گفتگو کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ حتیٰ کہ شام کو جب آپ ہوش میں آئے تو آپ نے اپنی گفتگو کا آغاز ان الفاظ کے ساتھ کیا: مجھے بتایا جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ یہ سنتے ہی سب لوگ ناراض ہوکر آپ کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کی والدہ سے یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ انہیں کچھ کھانے پینے کو دے دینا۔

آپ کی والدہ نے علاحدگی میں آپ سے بات کرنے کی کوشش کی تو اس وقت بھی آپ کا یہی اصرار رہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! مجھے تمہارے ساتھی کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ سیدنا ابوبکرؓ نے والدہ سے کہا: آپ جائیے اور ام جمیل بنت خطاب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کریں۔ آپ کی والدہ ام جمیل کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: ابوبکر تم سے محمد بن عبداللہ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ ام جمیل نے کہا کہ میں کسی ابوبکر یا محمد بن عبداللہ کو نہیں جانتی۔ اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے کے پاس چلتی ہوں۔ آپ کی والدہ انہیں ساتھ لے کر سیدنا ابوبکرؓ کے پاس پہنچیں، ام جمیل نے سیدنا ابوبکرؓ کو شدید زخمی اور اذیت ناک حالت میں دیکھا تو چیخ اٹھیں اور کہنے لگیں:

"آپ کی فاسق اور کافر قوم نے آپ کا یہ حال کردیا ہے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ضرور انتقام لے گا۔"

آپ نے سوال کیا: "ما فعل رسول الله؟" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

ام جمیل نے کہا: آپ کی والدہ سن رہی ہیں؟

آپ نے کہا: ان کی فکر نہ کرو، چنانچہ ام جمیل نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیر وعافیت سے ہیں۔

صدیق اکبرؓ نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کہاں ہیں؟

جواب ملا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دارارقم میں تشریف فرما ہیں۔ آپ نے کہا:

"فان الله علی ان لا اذوق طعاما ولا اشرف شرابا او آتی رسول الله صلی الله علیه وسلم۔"

"اللہ کی قسم! میں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں، اس وقت تک کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔"

چنانچہ جب رات گہری اور پرسکون ہوگئی تو دونوں خواتین آپ کو سہارا دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں لے گئیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھک کر آپ کو بوسہ دیا۔ مسلمانوں نے بھی آپ کی خبر گیری کی۔ آپ کی حالت دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید رقت طاری ہوگئی۔ سیدنا ابوبکرؓ کہنے لگے:

"اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، مجھے زیادہ تکلیف نہیں ماسوا چہرے کے جس کو اس بدبخت (عتبہ بن ربیعہ) نے نقصان پہنچایا ہے۔ یہ میری مشفق و مہربان والدہ ہیں اور آپ خیر و برکت کا منبع ہیں۔ اللہ سے دعا فرما کر میری والدہ کو اسلام کی دعوت دیجئے، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جہنم کی آگ سے محفوظ فرمالے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی اور اسلام کی دعوت دی جس کے نتیجے میں وہ اسی وقت مسلمان ہوگئیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی دعوت کے اولین اثرات

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی دعوت کے اولین اثرات و ثمرات اس صورت میں ظاہر ہوئے کہ معاشرے کے بہترین افراد حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ آیئے ان نمایاں افراد کی فہرست پر نگاہ دوڑاتے ہیں جنہوں نے صدیق اکبرؓ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ ان اکابر صحابہ کرام میں زبیر بن عوام، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبیداللہ، سعد بن ابی وقاص، عثمان بن مظعون، ابوعبیدہ بن جراح، عبداللہ بن عوف، ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہم جیسی شخصیات شامل ہیں۔ آپ نے جاں نثاران اسلام کو ایک ایک کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور وہ مشرف بہ اسلام ہوتے چلے گئے۔

یہ لوگ دین اسلام کی عمارت کی بنیادوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی پہلا گروہ تھا جو ہدایت کی نعمت سے مالا مال ہوا اور جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو غلبہ عطا فرمایا حتیٰ کہ لوگ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہونے لگے۔ یہ تمام پیش رو مسلمان اسلام کے پہلے داعی تھے۔

امت کی سب سے زیادہ رحیم و شفیق شخصیت

سیدنا ابوبکر صدیقؓ اسلام کی دعوت کے لئے ایک عظیم سرمایہ تھے۔ آپ اخلاق فاضلہ، اوصاف حمیدہ اور نرم خوئی سے متصف قریش کے ہاں ہردلعزیز شخصیت تھے۔ اپنے حسن اخلاق کی بدولت ہی آپ لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا: "ارحم امتی بامتی ابوبکر" "میری امت میں سے امت کے ساتھ سب سے زیادہ رحیم و شفیق شخصیت ابوبکر ہیں۔" (الجامع الصیر :2/8)

تاجدار رسالتؐ پر جاں نثاری کا مظاہرہ

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی صفات میں جرأت و شجاعت کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ آپ دین حق کے معاملے میں کسی سے ڈرتے تھے نہ اسلام کی نصرت و حمایت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں آپ کو کسی ملامت کی پرواہ تھی۔ سیدنا عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین کی طرف سے ڈھائے جانے والے مظالم میں سے کوئی واقعہ سنایئے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے حصے حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ بدبخت عقبہ بن ابی معیط آیا، اس نے اپنا کپڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں ڈالا اور اسے بل دے کر شدت سے کس دیا۔ سیدنا ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے عقبہ کو اس کے کندھے سے پکڑ کر زور سے دھکا دیا اور فرمایا:

"اتقتلون رجلا ان یقول بی الله۔"

کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔"

سیدنا انس بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کفار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر تشدد کیا کہ آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی۔

سیدنا ابوبکر پکارنے لگے: "ویلکم! اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله۔" "تم برباد ہو جاؤ! کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔"

سیدہ اسماءؓ کی روایت میں ہے کہ ایک دفعہ ابوبکرؓ کو کسی نے چلا کر کہا: اپنے ساتھی کو بچاؤ، چنانچہ آپ ہمارے پاس سے اٹھ کر چل دیئے۔ آپ نے اس وقت اپنے بالوں کی چار مینڈھیاں کی ہوئی تھیں اور آپ یہ پکار رہے تھے: "ویلکم! اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ۔" "تمہارا ستیاناس! کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔"

کفار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر آپ پر پل پڑے۔ سیدنا ابوبکرؓ جب ہمارے پاس گھر واپس آئے تو ان کی حالت یہ تھی کہ جہاں سے بھی آپ کی کسی مینڈھی کو چھوا جاتا وہاں سے بال جھڑ کر ہاتھ میں آجاتے تھے۔

سیدنا علیؓ کی گواہی

سیدنا علیؓ نے ایک مرتبہ خطبہ دیتے ہوئے لوگوں سے پوچھا: "سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟" لوگوں نے جواب دیا: امیرالمومنین آپ ہی سب سے زیادہ بہادر ہیں۔"

سیدنا علیؓ نے فرمایا: مجھے تو جب کسی نے دعوت مبارزت دی تبھی میں نے اس سے مقابلہ کیا لیکن سیدنا ابوبکرؓ دیگر صفات کے علاوہ بہادری میں بھی سب سے آگے تھے۔ ہم نے ایک غزوے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیمہ نصب کیا۔ ہم نے کہا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کون کرے گا تاکہ مشرکین میں سے کوئی آپ پر حملے کی جرأت نہ کر سکے؟ اللہ کی قسم! صرف ابوبکر صدیقؓ ہی تھے جو اپنی تلوار لہراتے ہوئے آگے بڑھے۔ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لپکتا، ابوبکرؓ اسی پر پل پڑتے۔ یقیناً آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔"

پھر فرمانے لگے کہ میں نے ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ کفار قریش نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔ کوئی آپ کو زدوکوب کر رہا تھا، تو کوئی آپ کو جھنجھوڑ رہا تھا۔ وہ لوگ چلا چلا کر کہہ رہے تھے: "کیا تو نے تمام معبودوں کی جگہ ایک ہی الٰہ کو لا کھڑا کیا ہے؟" اللہ کی قسم! ابوبکرؓ کے علاوہ کوئی آگے نہ بڑھا۔ آپ نے سب کو اکھاڑ پچھاڑ کر رکھ دیا، آپ نے کسی کو پرے مارا، کسی کو دھکیلا اور کسی کا گریبان پکڑ کر ہٹایا۔ اس حالت میں آپ کہتے رہے:

"ویلکم! اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله۔" "تم ہلاک ہو جاؤ! کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔"

پھر سیدنا علیؓ نے اپنے اوپر سے چادر ہٹا دی اور زار و قطار رونے لگے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی، پھر فرمایا: "اللہ کی قسم! مجھے بتاؤ۔" "کیا آل فرعون میں سے ایمان لانے والا آدمی بہتر تھا یا ابوبکر صدیق بہتر ہیں؟"

سب لوگ خاموش رہے۔

آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ابوبکرؓ کی زندگی کی ایک گھڑی آل فرعون کے مومن کی پوری زندگی سے بہتر ہے۔ اس آدمی نے اپنے ایمان کو چھپایا اور ابوبکر صدیقؓ نے ڈنکے کی چوٹ پر اپنے ایمان کا اظہار و اعلان کیا۔

تراشے

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں نہایت حساس جذبات رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی سی آرزدگی کا خیال بھی ابوبکر صدیقؓ کو کبیدہ خاطر کئے دیتا تھا۔ قرآن کریم میں "لاتحزن" کے الفاظ اس حقیقت کو عیاں کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکرؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی عقیدت و محبت کی وجہ سے ہمیشہ یہ فکر دامن گیر رہتی کہ کہیں کوئی آپ کو گزند نہ پہنچا دے۔ اسی لئے سفر ہجرت میں آپ کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور کبھی پیچھے چلتے تھے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق آپ سے استفسار کیا تو آپ نے جواب دیا: "اذکر ارصد فاکون امامک، واذکر الطلب فاکون ورائک۔"

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب میرے دل میں سامنے سے حملے کا خوف آتا ہے تو میں آپ کے آگے چلتا ہوں اور جب مجھے آپ کے پکڑے جانے کا خدشہ لاحق ہونے لگتا ہے تو میں آپ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں۔" □□

بچاؤ اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے

سعادت محمود

قرآن مجید میں اہل ایمان کے لئے ایک اعزاز کا ذکر کیا گیا ہے کہ اُن کی اُس اولاد کو بھی، جو اپنے عمل کے لحاظ سے اگرچہ اُس مرتبے کی مستحق نہ ہوگی جو اُن کے آبا کو اُن کے بہتر ایمان و عمل کی بنا پر حاصل ہوگا، پھر بھی یہ اولاد اپنے آبا کے ساتھ ملادی جائے گی۔ (الطور:52، 17، 28) ان ہی آیات میں اس اعزاز کے پانے والوں کی ایک صفت جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے وہ بہت ہی قابل توجہ ہے: ''یہ (جنت میں پہنچ جانے والے) لوگ آپس میں ایک دوسرے سے (دنیا میں گزرے ہوئے) حالات پوچھیں گے۔ اور کہیں گے کہ ہم پہلے (دنیا میں) اپنے گھر والوں میں (اللہ سے) ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے تھے۔'' (الطور:52-25-26)

سورۂ حاقہ میں ارشاد فرمایا: ''اُس وقت جس کا نامۂ اعمال اُس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ کہے گا: لو دیکھو! پڑھو میرا اعمال نامہ، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔'' (69، 19، 20) اس کے برعکس جس کو اس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ پیچھے دیا جائے گا، اس کے بارے میں فرمایا: ''وہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا۔ اُس نے سمجھا تھا کہ اُسے کبھی (اپنے رب کی طرف) پلٹنا ہی نہیں ہے۔ پلٹنا کیسے نہ تھا۔ اُس کا رب اُس کے (کرتوت) دیکھ رہا تھا۔'' (انشقاق:84، 13، 15)

ان آیات میں بڑی وضاحت سے دو کردار سامنے آتے ہیں۔ پہلے وہ لوگ جنہیں اُن کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں میں مگن ہوکر اللہ سے غافل نہیں ہوجاتے تھے بلکہ اس ماحول میں بھی اللہ سے ڈرتے رہتے تھے اور انہیں یہ احساس رہتا تھا کہ انہیں ایک دن اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ دوسرے وہ لوگ جنہیں ان کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے، ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے گھر والوں میں مگن ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ سے غافل ہوجاتے تھے۔ انہیں یہ احساس نہیں رہتا تھا کہ انہیں ایک دن اپنے رب کے پاس حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خبردار کیا ہے اور فرمایا:

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں۔ جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔ (المنفقون:63-9)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، ان سے ہوشیار رہو اور اگر تم عفو و درگزر سے کام لو اور معاف کردو تو اللہ غفور و رحیم ہے۔ (التغابن:64-14)

احادیث میں اہل ایمان کے لئے ایک اور اعزاز کا ذکر ہے۔ مسلم میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی طویل روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہنم کے اوپر پل (صراط) رکھا جائے گا اور شفاعت شروع ہوگی اور لوگ کہیں گے۔ اے اللہ! ہمیں بچا، اے اللہ! ہمیں بچا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! یہ پل کیسا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ ایک پھسلنے کا مقام ہوگا وہاں آنکڑے ہوں گے اور کانٹے جیسے ملک نجد میں ایک کانٹا ہوتا ہے جس کو سعدان (ٹیڑھے منہ والا) کہتے ہیں۔ اہل ایمان اس پر سے پار ہوں گے۔ بعض پلک جھپکنے میں، بعض بجلی کی طرح، بعض پرندے کی طرح، بعض تیز گھوڑوں کی طرح اور بعض اونٹ کی طرح۔ کچھ لوگ پل (صراط) سے سلامتی کے ساتھ گزر جائیں گے۔ کچھ لوگوں کو خراشیں آئیں گی لیکن وہ بھی پار ہوجائیں گے۔ (ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک آدمی پل صراط کو گھسٹ کر عبور کرے گا) اور کچھ لوگ جہنم میں گر جائیں گے۔''

تصور کریں اُن کی خوشی کا جو پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی پل صراط سے صحیح سلامت گزر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اہل ایمان جب اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے محفوظ پائیں گے تو قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی بھی اپنے حق کے لئے اتنا جھگڑنے والا نہیں ہے جتنا وہ اپنے اُن بھائیوں کے لئے جو جہنم میں گر چکے ہوں گے، اللہ سے جھگڑنے والے ہوں گے۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! یہ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ حج کرتے تھے۔ (اللہ تعالیٰ) کہے گا اچھا جاؤ اور ہر اس شخص کو نارِ جہنم سے باہر نکال کر لے آؤ جس کو تم جانتے ہو۔'

کیا آپ اُن کی خوشی کا اندازہ کرسکتے ہیں، جنہیں پتا چلے گا کہ وہ جہنم میں گر جانے والے اپنے جاننے والوں کو نکال سکتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان جھگڑنے والوں میں شامل کردے اور اپنے اُن جاننے والوں کو جو جہنم میں گر چکے ہوں نکالنے کی توفیق دے۔ آمین۔

آپؐ نے مزید ارشاد فرمایا: ''اللہ آگ کو گنہگاروں کے چہروں کو جلانے سے روک دے گا (تاکہ اہل ایمان انہیں پہچان سکیں) اور مومنین بہت سے آدمیوں کو جہنم سے نکال لیں گے۔'' (مسلم)

یہ بات قابلِ غور ہے کہ اہل ایمان اتنے نازک موقعے پر بھی اپنے جاننے والوں کو یاد رکھیں گے اور اُن کے لئے اللہ سے دعا کریں گے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں یہ اعزاز بخشے گا کہ وہ جسے جانتے ہوں اُسے جہنم سے نکال لیں۔

تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ اہل خانہ بھی اہل ایمان کے ساتھ جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ (دیکھئے: مضمون ''اہل خانہ کے ساتھ جنت میں'' بحوالہ عالمی ترجمان القرآن، ستمبر 2014ء) اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں اس منظر کے دوسرے رُخ کا بھی ذکر کیا ہے:

''قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی نہ تمہاری اولاد۔ اُس روز اللہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا اور وہی تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔'' (الممتحنہ-3:60)

کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی لدا ہوا نفس اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے پکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنیٰ حصہ بھی بٹانے کے لئے کوئی نہ آئے گا، چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ (فاطر:35-18)

ان آیات میں تو صرف اتنا ذکر ہے کہ وہ ایک دوسرے کے کام نہ آسکیں گے۔ ایک اور مقام پر اس سے بھی سخت کیفیت کا ذکر ہے: ''آخرکار جب وہ کان بہرے کردینے والی آواز بلند ہوگی۔ اس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔'' (عبس:80-23-27)

پھر اس سے بھی بڑھ کر نہ صرف ایک دوسرے سے دور بھاگیں گے بلکہ اپنی نجات کے بدلے ان سب قریبی رشتہ داروں کو فدیہ میں دینے کو تیار ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''جس روز آسمان پگھلی ہوئی چاندی کی طرح ہوجائے گا۔ اور پہاڑ رنگ برنگ کے دُھنکے ہوئے اُون جیسے ہوجائیں گے اور کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا۔ حالانکہ وہ اپنے دوسرے کو دکھائے جائیں گے۔ مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنی اولاد کو، اپنی

بیوی کو، اپنے بھائی کو، اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور یہ تدبیر اُسے (عذاب سے) نجات دلا دے۔" (المعارج:70-8-14)

اسی تناظر میں ایک اور منظر ملاحظہ فرمائیں: "اس روز منافق مردوں اور منافق عورتوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ مومنوں سے کہیں گے ذرا ہماری طرف دیکھو تا کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔ مگر اُن سے کہا جائے گا پیچھے پلٹ جاؤ اور اپنا نور کہیں اور تلاش کرو۔ پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا۔ اُس دروازے کے اندر رحمت ہی رحمت ہوگی اور باہر عذاب ہی عذاب۔ وہ مومنوں سے پکار پکار کر کہیں گے کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہ (رہتے) تھے؟ مومن جواب دیں گے ہاں، مگر تم نے خود اپنے آپ کو فتنے میں ڈالا، موقع پرستی کی، شک میں پڑے رہے، اور جھوٹی توقعات تمہیں فریب دیتی رہیں، یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آ گیا، اور آخر وقت تک وہ بڑا دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ کے معاملے میں دھوکا دیتا رہا۔ لہٰذا آج نہ تم سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ اُن لوگوں سے جنہوں نے کھلا کھلا کفر کیا تھا۔ تمہارا ٹھکانا جہنم ہے، وہی تمہاری خبر گیری کرنے والی ہے اور یہ بدترین انجام ہے۔" (الحدید:57-13-15)

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ تحریم میں ارشاد فرمایا: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ جس پر نہایت تندخو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔" (التحریم:66-6)

پھر جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد بھی اپنے آپ کو آگ سے بچانے کا سامان نہیں کیا ہوگا اُن سے کہا جائے گا: "اے کافرو! آج معذرتیں پیش نہ کرو، تمہیں تو ویسا ہی بدلہ دیا جارہا ہے جیسے تم عمل کررہے تھے۔" (التحریم:66-7)

اس کے بعد ان اہل ایمان کو جو ایمان کے تقاضوں کو پورا نہیں کررہے اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، کہا جارہا ہے: "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ سے توبہ کرو، خالص توبہ۔ بعید نہیں کہ اللہ تمہاری برائیاں تم سے دور کردے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ یہ وہ دن ہوگا جب اللہ اپنے نبی کو اور اُن لوگون کو جو اُس کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور اُن کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ: "اے ہمارے رب! ہمارا نور ہمارے لئے مکمل کردے اور ہم سے درگزر فرما، تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔" (التحریم:66-6-9)

اسی طرح سورۂ حدید میں منافق مردوں اور منافق عورتوں کو متنبہ کرنے کے بعد اہل ایمان کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ اگر تم اب تک غفلت میں پڑے رہے ہو تو اب بھی وقت ہے کہ خواب غفلت سے جاگو اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کمربستہ ہوجاؤ۔ یہ بہت ہی قابل غور، قابل توجہ اور فکر کرنے والی آیت ہے۔ خطاب کفار اور منافقین سے نہیں اہل ایمان سے ہے:

کیا ایمان لانے والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اُس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور وہ اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت اُن پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہوگئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں؟ خوب جان لو کہ اللہ زمین کو اُس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے، ہم نے نشانیاں تم کو صاف صاف دکھادی ہیں، شاید کہ تم عقل سے کام لو۔ (الحدید:57-16-17)

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ایمان کے تقاضوں کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ❖❖

دوسری قسط

روزۂ رمضان ۔ احکام و مسائل

مولانا محمد قمر الزماں ندوی

قضا اور کفارہ کی صورتیں

رمضان کے روزے میں مندرجہ ذیل امور میں سے کوئی پیش آجائے تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے (کفارہ کے لفظی معنیٰ چھپانے کے ہیں اور شریعت میں کسی گناہ کو چھپانے یا مٹانے کے لئے جو چیز دی جاتی ہے اس کو کفارہ کہتے ہیں)

1-مریض کا روزہ رکھ کر قصداً کوئی ایسا کام کرنا جس کا کرنا روزہ میں منع ہے۔ مثلاً کھانا پینا یا عورت کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرنا۔ (کھانے میں یہ بھی شامل ہے کہ منھ کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے قصداً معدہ یا دماغ میں کوئی غذا پہنچادی جائے، اس میں کفارہ تو نہیں مگر قضا واجب ہوگی)۔ اسی طرح پینے میں پانی، دوا یا کوئی اور پتلی چیز کے علاوہ حقہ، سگریٹ، بیڑی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اگر ان چیزوں کا کوئی استعمال کرے گا تو کفارہ دینا ہوگا۔

2-جان بوجھ کر ایسا کوئی فعل کیا جس سے روزہ فاسد تو نہیں ہوتا لیکن اس غلط فہمی میں روزہ توڑ دیا کہ ایسا کرلینے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے، مثلاً روزہ میں سرمہ لگایا اور پھر یہ سمجھا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہے، پھر کچھ کھا پی لیا تو اس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ یہاں دو باتیں یاد رکھنی چاہئیں۔

1-ایک یہ کہ اگر اس کو کسی عالم نے غلط فتویٰ بتادیا اور اس نے روزہ توڑ ڈالا تو پھر کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ 2-دوسرے یہ کہ یہ کام اگر ایسا تھا جس میں بظاہر یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مثلاً اس نے بھول کر پیٹ بھر کھالیا، یا عورت سے بغلگیر ہوا اور منی نکل آئی۔ اب یہ خیال کرکے کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا پھر دوبارہ کھا پی لیا تو اس صورت میں بھی کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ لیکن اگر یہ کام قصداً (جان بوجھ کر) کرے گا تو جیسا کہ اوپر ذکر آیا قضا اور کفارہ دونوں ادا کرنا پڑے گا۔ (علم الفقہ حصہ سوم)

کفارہ کے احکام

1-"کفارہ" صرف رمضان کا روزہ توڑنے سے واجب ہوتا ہے، رمضان کے علاوہ کوئی بھی روزہ فاسد ہوجائے یا قصداً فاسد کردیا جائے تو کفارہ واجب نہیں ہوتا، صرف قضا واجب ہوتی ہے، رمضان کا روزہ توڑا جائے تو "قضا اور کفارہ" دونوں واجب ہوتے ہیں۔

2-اگر کسی شخص نے کئی روزے توڑے، کچھ کھانے کی وجہ سے، کچھ نفسانی خواہشات پورا کرنے کی وجہ سے، ایک رمضان میں یا کئی رمضانوں میں اس نے ایسا کیا، ایسے شخص پر کتنے کفارے واجب ہوں گے؟ اس مسئلے کے بارے میں اختلاف ہے۔ فتویٰ اس پر ہے کہ جو روزے اس نے کھانے پینے کی وجہ سے توڑے ہیں، خواہ ایک روزہ ہو یا زیادہ، ایک ہی رمضان کے ہوں یا اس سے زیادہ رمضانوں کے، ان تمام صورتوں میں اس پر ایک ہی کفارہ لازم ہوگا، بشرطیکہ دوسرا کفارہ واجب ہونے سے پہلے پہلا کفارہ ادا نہ کیا ہو، لیکن اگر اس نے پہلا کفارہ ادا کردیا، پھر ایک روزہ قصداً کھانے کی وجہ سے توڑ دیا اب دوبارہ کفارہ اس پر لازم ہوجائے گا، سابقہ کفارہ اس جرم کی طرف سے کافی نہ ہوگا اور جو روزہ اس نے نفسانی خواہش کی وجہ سے توڑے ہیں تو جتنے روزے اس [illegible] ہی کفارے لازم ہوں گے، ایک روزہ اس وجہ سے توڑا ہے تو ایک کفارہ، دو روزے توڑے ہیں تو دو کفارے...... ان میں ایک کفارہ پر اکتفا کرنا جائز نہیں ہے۔

3-رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے، اگر اس کی طاقت نہ ہو یا اس کا رواج نہ ہو جیسا کہ ہمارے

موجودہ زمانہ میں غلاموں کا رواج نہیں ہے تو پھر ساٹھ روزے مسلسل رکھنا واجب ہے۔اگر کسی وجہ سے درمیان میں ایک بھی چھوٹ گیا تو پھر نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھنے واجب ہوں گے، البتہ عورت کے "ایام مخصوصہ" سے تسلسل میں کوئی فرق واقع نہیں ہوگا، جیسے ہی ماہواری کے دن ختم ہوں سابقہ ترتیب کے مطابق یہ عورت اپنے بقیہ کفارے کے روزے پورے کرلے۔

اور جو شخص کسی وجہ سے روزے بھی نہ رکھ سکتا ہو وہ ساٹھ مسکین کو دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کھلائے یا ہر مسکین کو صدقہ فطر کی مقدار کے برابر غلہ کی قیمت دے دے۔

ایک ہی مسکین کو یک وقت ساٹھ دنوں کا غلہ یا اس کی قیمت دینا درست نہیں ہے۔ اگر دے دیا تو صرف ایک دن کا کفارہ شمار ہوگا۔ہاں!اگر ایک ہی دن میں ساٹھ مسکینوں کو غلہ یا اس کی قیمت دے دے تو دینا جائز ہے۔

4-کفارہ کے روزے دو ماہ پے در پے رکھنے ضروری ہیں (گو درمیان میں ممنوع ایام آجائیں جیسے عیدالاضحی اور ایام تشریق) لہٰذا اگر درمیان میں ایک دن بھی روزہ توڑ دیا یا نہیں رکھا تو پھر شروع سے رکھنا پڑے گا، اس سے صرف حیض کی مدت مستثنی (الگ) ہے۔ایام ممنوعہ میں روزہ رکھنا ممنوع ہے، وہ مستثنی نہیں ہیں، کیونکہ عام طور پر حیض کا خون آنے میں دو مہینے کا وقفہ نہیں ہوتا، اس لئے عورت کو لگاتار دو ماہ روزہ رکھنے کا مکلف بنانے میں بہت مشقت وحرج ہے، اور حرج شدید کی وجہ سے تخفیف آتی ہے۔

اس سلسلے میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ کفارہ جس میں غلام آزاد کرنا مشروع ہو، اس کفارہ میں روزے پے در پے ہوں گے، اور جس کفارہ میں غلام آزاد کرنا مشروع نہ ہو اس میں لگاتار یا انقطاع کے ساتھ روزے رکھنے میں اختیار ہے۔ (رمضان کے شرعی احکام، صفحہ 242)

فدیہ کے احکام اور اس کی تعریف

"فدیہ" اور "فداء" ہم معنی ہیں، دونوں کا ماخذ بھی ایک ہے، انسان کسی تکلیف دہ چیز سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے جو معاوضہ ادا کرتا ہے، وہ شریعت کی اصطلاح میں "فدیہ" اور "فداء" کہلاتا ہے، قیدی کچھ دے کر اپنے آپ کو آزاد کرلے یہ بھی فدیہ ہے، کسی عبادت میں کوتاہی کی تلافی بھی فدیہ کہلاتی ہے، اس لئے حج کی بعض کوتاہیوں پر فدیہ کا حکم ہے، اور کبرسنی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے، اور پھر اس کوتاہی کی تلافی کے لئے فقراء پر جو خرچ کرے، وہ بھی فدیہ ہے۔ (مستفاد از قاموس الفقہ، جلد:4، صفحہ 449)

روزہ کا فدیہ

قرآن مجید نے روزہ کی نسبت سے فدیہ کا صراحتاً ذکر فرمایا ہے، ارشاد خداوندی ہے: "وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين" (البقرۃ:184) جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوں، ان پر بھی فدیہ یعنی ایک مسکین کا کھانا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ بہت دراز عمر شخص جو روزے رکھنے سے عاجز ہو اور جس کا ہر دن اس کو موت سے قریب تر کرتا جاتا ہو، روزہ توڑ سکتا ہے، البتہ احناف، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک اس کے بدلہ فدیہ ادا کرنا واجب ہے اور مالکیہ کے نزدیک واجب نہیں، صرف مستحب ہے۔فدیہ واجب ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے دائمی طور پر عاجز و بے بس ہو، اسی طرح جو مر چکا ہو اور اس کے ذمہ رمضان کے روزے باقی رہ گئے ہوں، ہاں! اگر کوئی شخص وقتی عذر کے وجہ سے رمضان کا روزہ نہ رکھ سکے، تو اس کے لئے عذر دور ہونے کے بعد روزہ کی قضا کرنی ضروری ہوگی، فدیہ ادا کرنا کافی نہیں ہوگا۔ (فتح القدیر:2/357)

جو شخص روزہ بھی نہ رکھ سکتا ہو اور اس کے پاس فدیہ ادا کرنے کے لئے بھی کچھ نہ ہو وہ صرف استغفار کرتا رہے اور نیت رکھے کہ جب بھی اس کے پاس مال آئے وہ روزے کا فدیہ ادا کردے گا۔

فدیہ کی مقدار

روزے کا فدیہ اصلاً ایک مسکین کو دو وقت (دوپہر اور رات) کا کھانا کھلانا ہے اور قرآن مجید میں اس کا ذکر آیا ہے۔لیکن اگر اس کے بجائے محتاج کو غلہ ہی دے دے تو

اس کی بھی گنجائش ہے، اگر غلہ دینا ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے یہاں صدقہ فطر کی مقدار دینا ضروری ہے، لیکن کھجور اور جَو دینا چاہے تو ایک صاع اور گیہوں دینا چاہئے تو نصف صاع، (10590 کلوگرام آج کے وزن کے مطابق) حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا اصل منشا اطعام طعام (کھانا کھلانا) ہے، لہٰذا سنت سے قریب اور افضل مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا، اور یہ بات بھی واضح رہے کہ فدیہ ادا ہونے کے لئے تملیک (فقیر کو مالک بنانا) ضروری نہیں ہے بلکہ مباح کرنے سے بھی فدیہ ادا ہوجائے گا۔ جیسے مساکین کو بیٹھا کر کھلائیں۔ (رمضان کے شرعی احکام صفحہ:250)

روزہ میں مکروہ امور

روزے میں مندرجہ ذیل امور مکروہ اور ناپسندیدہ ہیں:

(1) بلاوجہ منہ میں تھوک جمع کرکے نگلنا۔(2) ٹوتھ پیسٹ یا منجن سے دانت صاف کرنا۔(3) بے قراری اور گھبراہٹ وغیرہ کا بار بار (روزہ میں) اظہار کرنا۔(4) غیبت، گالی گلوج، ہنگامہ، ظلم اور زیادتی وغیرہ کرنا۔کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے میں ضرورت سے زیادہ مبالغہ کرنا۔(5) پانی میں دیر تک رہنا یا دیر تک غسل کرتے رہنا، خواہ حمام میں ہو یا باہر۔(6) بلاعذر روزہ دار عورت کے لئے بچے کے واسطہ یا کسی بھی غرض کے لئے کوئی چیز چبانا، یا کھانے کی لذت معلوم کرنے کے لئے شوربہ چکھنا۔اسی طرح عام روزہ دار کو کسی چیز کا چکھنا مکروہ ہے۔(7) پچھنا لگانا اس وقت مکروہ ہے جب کہ روزہ دار کو روزہ رکھنے میں ضعف پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔(8) کسی چیز کا منہ میں ڈالے رکھنا، یا چبانا خواہ وہ کھانے کی چیز ہو یا کھانے کی چیز نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں حلق کے نیچے اتر جانے کا اندیشہ ہے۔(10) غسل واجب ہو، لیکن صبح صادق طلوع ہونے کے بعد بھی نہ نہانا اور بلا عذر تاخیر کرنا۔

افطار اور اس کی دعا

سورج ڈوبنے کے بعد روزہ ختم کرنے کے خیال سے جو کچھ کھایا پیا جاتا ہے، اس کو شریعت میں افطار کہتے ہیں، جس طرح سحری میں دیر کرنا ثواب ہے اسی طرح افطار میں جلدی کرنا ثواب ہے، چنانچہ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے: "ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لا يزال الناس بخير ما عجلوا الفطر"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ لوگ خیر سے رہیں گے جب تک جلد روزہ کھولا کریں گے۔" (بخاری باب تعجیل الافطار:1/263)

نیز حدیث قدسی ہے بقول اللہ عز و جل: "ان احب عبادي الى اعجلهم فطراً"۔ (ترمذی:1/150)

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: "میرے سب بندوں میں پیارا میرا وہی بندہ ہے جو بہت جلد روزہ کھولتا ہے۔"

جلدی کا مطلب یہ ہے کہ جوں ہی اس بات کا یقین ہوجائے کہ سورج غروب ہوگیا فوراً روزہ افطار کرلینا چاہئے۔یہ انتظار نہ کرنا چاہئے کہ ذرا اندھیرا ہوجائے۔

افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہئے: "اللهم لك صمت و على رزقك افطرت" اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیری دی ہوئی روزی سے افطار کیا۔

افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے: "ذهبت الظمأ وابتلت العروق و ثبت الاجر ان شاء الله" (پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اور اللہ نے چاہا تو اس کا اجر بھی ملا)۔

غیر مسلموں کی افطار پارٹی میں شرکت کا حکم

اگر غیر مسلم پاک اور حلال چیزیں، پاک صاف برتن میں [illegible] کریں تو غیر مسلموں کی افطار پارٹی میں شرکت کرنا بھی جائز ہوگا، فقہاء نے غیر مسلموں کی دعوت قبول کرنے کو جائز قرار دیا ہے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کی دعوت قبول فرمائی ہے۔البتہ غیر مسلموں کی افطار پارٹیوں کا عام افطار پارٹیوں سے نظام الگ ہوتا ہے۔لہٰذا حتی

الامکان بچنے ہی کی کوشش کرنے میں روزہ کا صحیح فائدہ مل سکتا ہے، کیونکہ غروب کا وقت جو افطار کا وقت ہوتا ہے وہ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے اور ایسی پارٹیوں میں عام طور پر لوگوں کو دعا کی کیا توفیق ملے گی، مغرب کی نماز بھی اکثر لوگوں کی فوت ہو جاتی ہے۔

افطار کی وجہ سے جماعت میں تاخیر

افطار کی وجہ سے مغرب کی نماز میں کچھ دیر کرنا جائز ہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اطمینان سے روزہ افطار کرکے اور پانی پی کر اور کچھ کھا کر جو موجود ہو، نماز پڑھنی چاہئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز سے پہلے چند تازہ کھجوروں سے افطار فرماتے تھے، اس لئے فقہاء نے عام طور پر جماعت مغرب میں پانچ سات منٹ کی تاخیر کی گنجائش رکھی ہے۔

نماز تراویح

تراویح کے معنیٰ: تراویح ترویحہ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں: "بیٹھنا اور آرام کرنا" تراویح میں چونکہ ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کیا جاتا ہے اس لئے اس کو نماز تراویح یعنی آرام و راحت والی نماز کہا جاتا ہے۔

نماز تراویح کا حکم

رمضان کے مہینے میں عشاء کی فرض اور سنت کے بعد تمام بالغ، مقیم اور تندرست مسلمان مرد وعورت پر بیس رکعت نماز تراویح پڑھنا "سنت مؤکدہ" ہے البتہ عورتوں کو یہ نماز گھر میں پڑھنی چاہئے اور مردوں کو مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا سنت ہے، اگر کسی محلے یا گاؤں کی مسجد میں کوئی شخص بھی نماز تراویح جماعت سے نہ پڑھے تو پورے محلے اور گاؤں والے سنت چھوڑنے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔ (عالمگیری-1/116)

نماز تراویح پڑھنے کا صحیح طریقہ

نماز تراویح پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت سنت تراویح کی نیت کی جائے اور ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھا جائے، بہتر یہ ہے کہ جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں، اتنی دیر بیٹھا جائے، اس بیٹھنے کے دوران خاموش بھی بیٹھ سکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اس میں کچھ ذکر وتسبیح کیا جائے۔ اگر تراویح کی دوسری رکعت کے بعد بیٹھنا بھول جائے اور چار رکعتیں پڑھ لے تو صحیح قول کے مطابق اس کی آخری دو رکعت تراویح اور پہلی دو رکعتیں نفل ہوں گی۔ لہٰذا پہلی دو رکعتوں میں جو آیات تلاوت کی گئی ہیں، ان کو دوبارہ پڑھا جائے گا۔ اگر دو رکعت کے بعد قعدہ کرلیا، پھر اس کے ساتھ تیسری اور چوتھی رکعتیں شامل کرلی ہیں تو ایسی صورت میں چاروں رکعتیں تراویح شمار ہوں گی۔ مگر ایسا معمول نہ بنایا جائے، کیونکہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان-1/3۔ خیر الفتاویٰ-2/52)

ایک یا تین یا سات راتوں میں قرآن کریم ختم کرنا

اگر ایک یا تین یا سات راتوں میں تراویح کے اندر قرآن کریم اس طرح ختم کیا جائے کہ وہ تجوید کے مطابق ہو، الفاظ کی ادائیگی بالکل صحیح ہو، حروف کاٹ کر نہ پڑھے جائیں، صرف تعلمون تعلمون سنائی نہ دے بلکہ قرآن کریم سننے والوں کو لفظ بلفظ سمجھ میں آئے اور نمازی خوش دلی سے اس میں شریک ہوں تو اس طرح ختم کرنا جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر قرآن کریم صاف اور صحیح طریقے سے نہ پڑھا جائے، حروف کٹنے لگیں اور یعلمون، تعلمون ہی سنائی دے جیسا کہ بعض علاقوں میں صورتحال بالکل اسی طرح ہے تو پھر اس طرح پڑھنا درست نہیں ہے، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے، یہ قرآن مجید کی سراسر بے ادبی ہے۔ (فقہی مسائل:1/284)

تراویح کے چند ضروری احکام

(1) نماز تراویح میں ایک بار پورا قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے۔ (2) ختم قرآن کے موقع پر حافظ بطور اجرت کو رقم وغیرہ دینا شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اکرامیہ یا ہدیہ دیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ البتہ حافظ کا لقمہ دینے کے لئے جو سامع ہو اسے رقم وغیرہ دینا اور اس کا لینا جائز ہے۔ (3) نماز تراویح

روزہ کے چند جدید مسائل

کی جماعت شروع ہو چکی تھی، تو اسے چاہئے کہ پہلے عشاء کی فرض اور سنتیں پڑھے پھر تراویح کی جماعت میں شریک ہو، اس دوران جتنی رکعتیں تراویح کی رہ جائیں، انہیں وتر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے سے پہلے پورا کیا جائے۔ (4) نابالغ کو نماز تراویح میں امام بنانا جائز نہیں۔ (5) اگر کسی شخص کی داڑھی ایک مشت سے کم ہو یا وہ منڈواتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا خواہ تراویح کی ہو مکروہ تحریمی ہے۔ (6) اگر تراویح کی جماعت چند لوگ جمع ہو کر گھر پر کرائیں تو اس سے بھی جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی اور جماعت سے تراویح پڑھنے کی سنت بھی ادا ہو جائے گی لیکن مسجد میں پڑھنے کا جو ستائیس درجہ ثواب ہے وہ نہیں ملے گا۔ (7) اگر نماز تراویح کی کچھ رکعتیں فاسد ہو جائیں تو جب ان کو دوبارہ پڑھا جائے گا تو ان رکعتوں میں جس قدر قرآن مجید پڑھا گیا ہے اس کو بھی دوبارہ پڑھنا ہوگا تاکہ پورا قرآن مجید صحیح نماز میں ختم ہو۔ (8) اگر چند دنوں میں قرآن مکمل کرلیا تو اس سے تراویح ساقط نہیں ہوتی، پورے مہینے تراویح پڑھنا الگ سنت ہے اور تراویح میں مکمل قرآن سننا ایک مستقل سنت ہے۔ (9) اگر کسی گاؤں یا مسجد میں تراویح سنانے کے لئے حافظ قرآن موجود نہ ہو تو الم ترکیف الخ یا دیگر سورتوں کے ذریعہ تراویح پڑھی جائے۔ اس عذر کی وجہ سے تراویح نہ پڑھنا اور اس سنت مؤکدہ کو ترک کردینا درست نہیں ہے۔

روزہ کی حالت میں بھپارا لینا (Inhalation)

بعض یونانی اور آیورویدک دواؤں کو استعمال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو جوش دیئے ہوئے پانی میں ڈال کر منھ اور ناک کے ذریعہ اس کے بخارات (Fumes) کو اندر پہنچایا جاتا ہے جس کا اثر بلا تاخیر حلق بلکہ سینہ تک پہنچتا ہے، اس کو بھپارا لینا کہتے ہیں، اس طرح بھپارا لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، ظاہر ہے کہ یہی حکم بھپارا کا بھی ہوگا۔ (جدید فقہی مسائل، ج-1، ص:187)

روزہ کی حالت میں آکسیجن (Oxygen) لینے کا حکم

دمہ کے مریض کو دورہ پڑنے کے وقت آکسیجن (Oxygen) پہنچائی جاتی ہے، روزہ کی حالت میں اس طرح آکسیجن لینے کا حکم کیا ہوگا یہ ایک اہم مسئلہ ہے، فقہی جزئیات کو سامنے رکھا جائے تو خیال ہوتا ہے کہ اگر آکسیجن کے ساتھ کوئی دوا نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ یہ سانس لینا ہے، اور سانس کے ذریعہ ہوا لینا نہ مفسد صوم ہے اور نہ ہی اس پر اکل وشرب (کھانے پینے) کا اطلاق ہوتا ہے، اگر اس کے ساتھ دوا کے اجزا بھی ہوں تو پھر اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (جدید فقہی مسائل، ج-1، ص:188)

روزہ کی حالت میں انڈوس کاپی (Endoscopy)

امراض کی شناخت کا ایک طریقہ انڈوس کاپی بھی ہے، جو پیچھے کے راستہ سے کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ پیٹ کے اندر پاخانہ کے راستہ کا معائنہ کیا جاتا ہے، کیونکہ اس میں محض ایک پتلا پائپ ہوتا ہے، اس پائپ میں چھوٹا سا بلب لگاتے ہیں، اس کے ذریعہ پیٹ کا پورا معائنہ کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ کوئی دوا وغیرہ اندر داخل نہیں کی جاتی، پھر پائپ نکال لیتے ہیں، اس کی نظیر کتب فقہ میں اس لکڑی اور اس جیسی دوسری چیز کی ملتی ہے جو پیچھے کے راستہ میں داخل کی گئی ہو اور اس کا دوسرا کنارہ باہر ہو، تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر پوری طرح اندر چھپ گئی تو روزہ فاسد ہو گیا، بعض اوقات اجابت (Ease Bowels) کے لئے نکی کا استعمال کیا جاتا ہے، اس میں سیال دوا ہوتی ہے، جو پیچھے کے راستہ سے اندر جاتی ہے اور اس کی وجہ سے اجابت ہوتی ہے، اس میں روزہ

ٹوٹ جائے گا، فقہاء اس کو حقنہ (Enema) کہتے ہیں، جس کا مریض کے پچھلے راستہ سے پیٹ صاف کرنے کے لئے دوا چڑھائی جاتی ہے۔ (رمضان کے شرعی احکام، ص:198)

روزے کی حالت میں معدہ میں نلکی ڈالنا

آج کل معدہ کے بعض امراض کی شناخت کے لئے منہ کے ذریعہ نلکی پہنچائی جاتی ہے جو بعض دفعہ گوشت کا ٹکڑا کتر کر اپنے ساتھ لاتی ہے، اور اس پر تحقیق ہوتی ہے، ایسی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا، اصل میں روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا مدار اس پر ہے کہ معدہ میں داخل ہونے والی چیز اندر میں ٹھہر گئی ہو، اگر وہ چیز وہیں پر رہ گئی ہو تو روزہ ٹوٹے گا، ورنہ نہیں۔

بوڑھا شخص یا ذیابیطس (Diabetes) کے مریض کا حکم

کوئی شخص بہت زیادہ بوڑھا (ضعیف) ہو یا ذیابیطس کے مریض میں دائمی طور پر مبتلا ہو اور روزہ رکھنا اس کے لئے دشوار ہو تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ روزہ نہ رکھ کر فدیہ ادا کرے، لیکن اگر بعد میں صحت یاب ہوگیا اور روزہ رکھنے کی قدرت ہوگئی تو فدیہ دیئے ہوئے روزوں کی قضا کرنی ہوگی۔

غیر مسلم کی دی ہوئی اشیاء سے افطار کا حکم

جو چیز بھی ناپاک یا حرام نہ ہو اس کا کھانا حلال ہے، لہٰذا غیر مسلم بھائیوں کی طرف سے بطور ہدیہ دی گئی اشیاء سے افطار کرنا درست ہوگا م بشرطیکہ وہ پاک اور حلال ہوں اور ان کے تہواروں میں استعمال، یا دیوی دیوتاؤں پر نہ چڑھائی گئی ہوں کیونکہ اس طرح کی اشیاء قبول کرنے یا ان کے کھانے سے کفر کا تعاون یا اس پر رضامندی کا اظہار ہوگا اور یہ جائز نہیں۔

روزے کی حالت میں انجکشن (Injection) لینے کا حکم

اگر انجکشن (Injection) گوشت میں لیا گیا ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ وہ گوشت میں تحلیل ہوکر ختم ہوجاتا ہے، اگر دوا معدہ تک پہنچتی بھی ہے تو جسم کے مسامات کے ذریعہ رستے رستے پہنچتی ہے اور جسم کے مسامات سے پہنچنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر انجکشن نہیں (Vein) میں دیا گیا ہے تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، گو انجکشن غذا کا کام کرتا ہو یا اس سے پیاس کی شدت کم ہوتی ہو، البتہ بلاضرورت اس مقصد کے لئے انجکشن لینا مکروہ ہوگا، کیونکہ روزے کی غرض قوت بہیت کو کم کرنا ہے اور یہ اس صورت میں مفقود ہورہی ہے ہاں! اگر براہ راست پیٹ میں انجکشن دیا گیا ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اس لئے کہ دوا براہ راست معدہ میں پہنچ رہی ہے اور روزے میں اصل اعتبار دماغ یا پیٹ تک براہ راست کسی چیز کے پہنچنے کا ہے۔

ٹوتھ پیسٹ (Tooth Peste) یا ذائقہ دار منجن

بغیر عذر کے ٹوتھ بیسٹ یا ذائقہ دار منجن استعمال کرنے سے (اگر حلق کے اندر نہ جانے پائے) روزہ مکروہ ہوگا، اسی طرح گل کے استعمال سے بھی روزہ مکروہ تحریمی ہوگا اور اگر گل وغیرہ حلق کے اندر چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ گل سے چونکہ تمباکو اور سگریٹ کی طرح ایک تسکین حاصل ہوتی ہے اور ضرورت پوری ہوتی ہے لہٰذا اگر حلق میں نہ بھی پہنچے تو بھی مفسد صوم ہونا چاہئے۔

افطار پارٹی کا حکم

سیاسی جماعتوں، وزیروں اور گورنروں کی طرف سے دی جانے والی افطار پارٹیوں کی جو صورت بنتی جارہی ہے ان سے احتراز کیا جانا چاہئے کیونکہ رمضان کا وہ مبارک وقت جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں لغو مشاغل میں ضائع ہوجاتا ہے۔ اگرچہ شرکت جائز ہے۔

روزہ میں ہونٹوں پر سرخی لگانا

اگر کوئی عورت روزہ کی حالت میں

ہونٹوں پر سرخی لگا لیتی ہے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، البتہ اگر منھ میں جانے کا احتمال ہو تو مکروہ ہوگا۔

سائرن (Siren) کی آواز سے افطار کا حکم

سائرن کی آواز سے سحری اور افطار کا عام رواج ہے، شرعی نقطہ نظر سے اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اس لئے کہ سائرن بجنے سے لوگوں کو غلبہ یقین ہوجاتا ہے کہ سورج غروب ہوچکا ہے، فقہ کی کتابوں میں اس کی نظیر توپ کی موجود ہے، پہلے زمانے میں جہاں مسلمانوں کی حکومت ہوتی تھی حکومت کی طرف سے توپ داغا جاتا تھا، جو اس بات کی علامت تھی کہ غروب ہوچکا ہے لوگ افطار کریں۔ لہٰذا سحر و افطار کی اطلاع دینے کے لئے بھی مناسب طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔

روزہ میں ٹی وی (Television) دیکھنا

روزہ کا اصل مقصد تقویٰ کی اسپرٹ (Spirit) پیدا کرنا ہے، یہ کیفیت اس وقت حاصل ہوگی، جب انسان کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے رکنے کے علاوہ زبان، کان اور نگاہ کی بھی گناہوں سے حفاظت کرے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر غیبت اور جھوٹ وغیرہ سے اجتناب کی تلقین فرمائی ہے، ٹی وی میں تصویریں آتی ہیں اور تصویروں کی حدیثوں میں سخت ممانعت آئی ہے، دوسرے فحش مناظر بکثرت آیا کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کا دیکھنا سخت گناہ ہے، اس لئے یوں تو عام حالات میں ٹی وی سے اجتناب واجب ہے، لیکن روزہ کی حالت میں اس کا خصوصی اہتمام کرنا ضروری ہے۔ (کتاب الفتاویٰ، ج:3، ص:384)

روزہ کی حالت میں خون دینا

روزہ کی حالت میں خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کی حالت میں فصد لگوانا ثابت ہے، فصد ایک طبی عمل تھا جس کے ذریعہ جسم کا فاسد خون باہر نکالا جاتا تھا، اس لئے خون دینے میں کچھ حرج نہیں ہے، خواہ ٹیسٹ (Test) کے لئے یا کسی مریض کے لئے، البتہ اگر اندیشہ ہے کہ خون دینے سے روزہ کو قائم نہیں رکھ سکے گا اور اضطرار و مجبوری کی حالت نہ ہو تو خون دینا مکروہ ہے، اسی احتیاط کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں فصد لگوانے کو پسند نہیں فرمایا اس لئے کہ تمام لوگوں میں اس کی قوت برداشت نہیں ہوتی، اور خطرہ ہوتا ہے خون دینے والا اپنے روزہ کو قائم نہ رکھ سکے۔

رسم روزہ رکھائی

روزہ رکھائی کے لئے کوئی تقریب منعقد کرنا حدیث سے ثابت نہیں، البتہ اگر کسی بچہ نے پہلی بار روزہ رکھا ہو، اس کی حوصلہ افزائی اور اس کے عمل پر خوشی کے اظہار کے لئے دوست احباب کو افطار پر مدعو کرلیا جائے تو اس کی گنجائش ہے، تاہم ضروری ہے کہ فضول خرچی سے بچتے ہوئے اور تقریب کی شکل دیئے بغیر دعوت کا اہتمام کیا جائے، آج کل لوگ اخبار میں اس کا اشتہار دیتے ہیں اور تصویریں شائع کراتے ہیں، یہ عبادت کی تشہیر ہے جو عبادات کی روح کے خلاف ہے اور تصویریں شائع کرنا تو نیکی کو ایک گندگی سے آلودہ کرنا ہے، اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے، واضح رہے کہ نابالغ اور روزہ کے غیر متحمل بچوں کو اس کا مکلف بنانا اور ان کو طرح طرح سے بہلا کر روزہ مکمل کرانا، جیسا کہ آج کل فیشن بن چکا ہے، یہ عمل درست نہیں ہے۔

عورتوں کے لئے مانع حمل ادویہ کا استعمال

خواتین کے لئے ماہواری کا آنا فطرت کے مطابق ہے، اسے روزہ نہ چھوڑنے کے لئے مصنوعی طریقہ پر روکنا غیر فطری امر ہے، اور جو چیز فطرت کے خلاف کی جاتی ہے وہ عام طور پر صحت کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے، اس لئے ان دنوں کی بعد میں قضا کرنی چاہئے، چونکہ عورتیں اس معاملہ میں معذور ہیں اس لئے امید

ہے کہ رمضان کے بعد ان کو روزہ رکھنے کا اسی قدر ثواب ہوگا جو رمضان میں رکھنے کا ہوتا ہے، بلکہ ممکن ہے کہ زیادہ اجر کی مستحق ہوں کیونکہ رمضان کے ماحول میں سبھوں کے ساتھ روزہ رکھنا آسان ہوتا ہے، اور عام دنوں میں تنہا روزہ رکھنا نسبتاً دشوار ہے اور جو کام اللہ کے حکم سے کیا جائے اور اس میں زیادہ مشقت ہو تو اس میں زیادہ اجر و ثواب کی توقع ہے۔ (کتاب الفتاویٰ، ج-3،ص-405)

طویل الاوقات والے علاقوں میں روزہ

روزہ کے اوقات کے سلسلہ میں اس بات کی قرآن وحدیث میں تصریح ہے کہ طلوع فجر سے اس کا آغاز اور غروب آفتاب پر اس کا اختتام ہوتا ہے، نیز اس پر امت کا اجماع بھی ہے، بعض جزوی باتوں پر تھوڑا سا اختلاف ہے مگر اس حد تک سب کا اتفاق ہے، اس لئے یہ ظاہر ہے کہ روزہ کے اصل اوقات یہی ہیں۔

جغرافیائی اور موسمی حالات کے لحاظ سے ان میں کمی وبیشی ہوسکتی ہے، اور ہوتی رہتی ہے، خود ہندوستان میں بھی ایسا تفاوت ہوتا رہتا ہے، اب اگر کہیں اوقات کا تھوڑا بہت فرق ہو، دن بارہ کی بجائے سولہ (16) یا سترہ (17) گھنٹے کا ہوجائے تو ظاہر ہے کہ روزہ کا یہی حکم رہے گا اور اگر غیر معمولی فرق ہوجائے مثلاً بیس یا بائیس گھنٹوں کا دن ہوجائے اور دو چار گھنٹوں کی رات رہ جائے تو بھی قرآن وحدیث کے عمومی احکام کا تقاضا ہے کہ روزہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہو، فتویٰ اسی پر ہے۔

البتہ بسا اوقات اس کی وجہ سے غیر معمولی مشقت پیدا ہوجائے گی اور عمر رسیدہ اور کمزور آدمیوں کے لئے روزہ رکھنا دشوار ہوجائے گا۔ ان کو یہ خصوصی سہولت دی جاسکتی ہے کہ وہ رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھیں، آئندہ جب موسم ہلکا اور قابل تحمل ہوجائے اور ان کے اوقات نسبتاً کم ہوجائیں تو قضا کرلیں، جیسا کہ فقہاء نے بھوک وپیاس کی ہلاکت خیز شدت کو بھی روزہ توڑنے کے لئے عذر قرار دیا جائے، فتاویٰ عالمگیری میں اس کی تصریح صفحہ 106، جلد-1 پر موجود ہے۔

لیکن جہاں پر ایک طویل عرصہ کا دن اور پھر اسی طرح رات کا سلسلہ رہتا ہے، وہاں جس طرح نماز کے اوقات کی تعیین اندازہ سے کیا جائے گا اسی طرح ماہ رمضان کی آمد اور روزہ کے اوقات کا بھی حال ہوگا۔

ایسے مقام کے باشندوں کو ان مقامات کے مطابق عمل کرنا چاہئے، جو ان سے قریب ہیں اور وہاں معمول کے مطابق دن رات کی آمد ورفت کا سلسلہ ہے۔ (جدید فقہی مسائل، جلد اول، صفحہ 178-179)

روزہ میں خون نکلوانا

آج کل مرض کی تحقیق وتشخیص کے لئے بعض اوقات خون نکلوایا جاتا ہے، اسی طرح کبھی دوسرے کو خون دینے کے لئے انسان خون نکلواتا ہے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اندر کسی چیز کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹتا ہے نہ کہ نکلنے سے'' (بخاری باب الحجامۃ) اور ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنا لگانے کے متعلق فرمایا: ''تین چیزوں سے روزہ دار کا روزہ نہیں جاتا، ایک پچھنا، دوسرے قئے، تیسرے احتلام۔'' (ترمذی)

تاہم اگر اتنا زیادہ خون نکلواتا ہے جس کی وجہ سے مزید روزہ رکھنے یا اس روزہ کو پورا کرنے میں کمزوری ہوگی اور شاید روزہ رکھنے سے معذور ہوجائے، تو ایسی صورت میں خون نکلوانا مکروہ ہوگا۔ (مستفاد از رمضان کے شرعی احکام، صفحہ-188)

روزہ کی حالت میں دل یا پیٹ کا آپریشن

اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں دل یا پیٹ کا آپریشن کراتا ہے تو اس آپریشن سے اس شخص کا روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ روزہ معدہ میں کسی چیز کے چلے جانے سے فاسد ہوتا ہے نہ کہ جسم سے کسی چیز کے نکلنے

سے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو ابھی گزری۔

روزہ کی حالت میں بواسیری مسوں پر مرہم لگانے کا حکم

اگر کوئی شخص بواسیر کے مرض میں مبتلا ہے تو کیا وہ شخص روزہ کی حالت میں بواسیری مسوں پر مرہم استعمال کرسکتا ہے؟ اس سلسلے میں فقہاء کرام نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یقین کے ساتھ معلوم ہوجائے کہ مرہم کا مادہ پیٹ میں پہنچ گیا ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر شک ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اسی طرح اگر مرہم کا اثر پیٹ میں پہنچتا ہے نہ کہ اس کا مادہ تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

فقیہ عصر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:

''روزہ کی حالت میں اگر بواسیر کے مریض کو پائپ کے ذریعہ دوا اندر تک پہنچائی جائے تو اس کی وجہ سے روزہ ٹوٹ ہی جائے گا کہ قوی امکان دوا کے معدہ تک پہنچنے کا ہے، لیکن اگر صرف بواسیری مسوں یا اوپری سطح پر مرہم لگایا جائے تو اس کے بارے میں ڈاکٹروں سے دریافت کرلینا چاہئے کہ دوا معدہ تک پہنچتی ہے یا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ معدہ میں چونکہ ایک حد تک جذب کرنے کی صلاحیت ہے، لہٰذا اس سے احتیاط و اجتناب بہتر ہے، تاہم محض شک کی وجہ سے ظاہر ہے کہ روزہ ٹوٹ جانے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔'' (جدید فقہی مسائل، جلد اول، صفحہ-185)

اکتیسویں کا روزہ

مختلف ممالک کے درمیان اوقات اور مطالع کے فرق کی وجہ سے بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنے ملک سے رمضان کی تیس روزے پورے کرکے آتا ہے اور جہاں وہ آتا ہے وہاں رمضان کا ایک دن باقی رہ جاتا ہے تو ایسی صورت میں اگرچہ اس پر رمضان کا کوئی روزہ باقی نہیں تھا، کیونکہ صریح حدیث کے مطابق رمضان کے زیادہ سے زیادہ تیس ایام ہی ہوسکتے ہیں، لیکن ایک روزہ اسے احترام رمضان کے طور پر رکھنا چاہئے، البتہ اگر یہ روزہ نہ رکھا جائے تو احترام رمضان کے منافی عمل ہونے کی وجہ سے گنہگار تو ہوگا مگر قضا یا کفارہ واجب نہ ہوگا۔ (مستفاد از جدید فقہی مسائل، جلد-1، صفحہ-200)

افطار کے بعد دوسرے ملک گیا جہاں وقت باقی ہے

ایک شخص اگر ہندوستان میں روزہ افطار کرنے کے بعد ہوائی جہاز پر سوار ہوکر ایک ایسے ملک گیا، جہاں ابھی سورج غروب نہیں ہوا ل اس پر اس دن کے روزہ کی قضا لازم ہوگی، اس لئے کہ انسان جہاں جاتا ہے، وہاں کا وقت اس کے حق میں سبب بنتا ہے، اس لئے وہ نمازوں کی ادائیگی وہاں کے اوقات کے لحاظ سے کرے گا، اسی طرح روزہ کے مسئلہ میں بھی وہاں کے غروب آفتاب اور طلوع صبح صادق کے لحاظ سے روزہ رکھے گا، چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح کردیا ہے۔ "واتموا الصیام الی اللیل" (اور روزہ کو پورا کرو رات تک) اس آیت کے مخاطب پوری دنیا کے مسلمان ہیں چاہے وہ کہیں بھی آباد ہوں، اس لئے جو جہاں ہے وہاں کے نظام قمری وشمسی کا مکلف ہے، ایسا نہیں ہے کہ جہاں کا باشندہ ہے، وہاں کے ٹائم ٹیبل کے اعتبار سے نماز اور روزہ رکھے، کیونکہ ایسا کرنے میں حرج اور پریشانی ہوگی، ہر مسافر اور مقیم کے لئے اپنے وطن اصلی کے اوقات کا علم رکھنا مشکل ہے، اور اللہ تعالیٰ کی یہ خاص حکمت ہے کہ وہ اپنے بندے کو طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا۔ (مستفاد از رمضان کے شرعی احکام، صفحہ:215-216)۔

دکتور محمد بن عبدالرحمٰن العریفی
ترجمہ: حافظ قمر حسن

زندگی سے لطف اُٹھایئے!

مہارتوں سے لطف اٹھایئے

انسان کے لئے اس کی مہارتیں اور صلاحیتیں حسی متاع ہیں۔ ان میں اس کے لئے شعوری طور پر دلآویزی اور کشش پائی جاتی ہے۔ یہ اس کے لئے دلچسپی کا سامان ہیں۔ یہاں میری مراد محض اخروی اجر وثواب سے نہیں بلکہ واقعتاً یہ ایک ایسا اثاثہ اور ایسی فرحت ہے جسے آپ اس کی حقیقی شکل میں محسوس کرسکتے ہیں۔ اس لئے آپ بھی اپنی مہارتوں سے فائدہ اور لطف اٹھایئے اور چھوٹے بڑے، غنی وفقیر، قریب وبعید سب لوگوں کے ساتھ معاشرت اور رہن سہن میں انہیں آزمایئے۔

آپ ان مہارتوں کو لوگوں کے شر سے محفوظ رہنے، اُن کی محبتیں حاصل کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کے لئے استعمال کیجئے۔ جی ہاں! بالکل اُن کی اصلاح کرنے کیلئے بھی!

علی بن جہم ایک طبع زاد اور فصیح وبلیغ شاعر تھا۔ وہ روکھا اور تندخو اعرابی تھا جس نے زندگی کو صحرا کے محدود دائرے سے باہر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اُن دنوں متوکل تخت خلافت پر متمکن تھا جس کے منہ سے نکلے ہوئے ہر لفظ کی تعمیل کی جاتی تھی۔ علی بن جہم ایک دن بغداد شہر آیا تو شاعر ہونے کے ناتے اُسے بھی ترغیب دلائی گئی کہ خلیفہ کی مدح سرائی کروگے تو اُس سے انعام ومرتبہ پاؤگے۔ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور قصر خلافت کی جانب چل پڑا۔ متوکل کا دربار سجا ہوا تھا اور وہ اپنی شاہانہ سطوت وہیبت کے ساتھ جلوہ افروز تھا۔ شعراء اس کی شان میں قصیدہ گوئی کررہے اور انعام پارہے تھے۔ علی بن جہم نے بھی خلیفہ کی مدح میں قصیدہ کہنا شروع کیا، جس کا مطلع تھا:

انت کالکلب فی حفاظك للود
وکالتیس فی قراع الخطوب

''آپ محبت کی حفاظت اور وفاشعاری میں کتے کی طرح ہیں اور سانڈ کی مانند مصائب سے برسرپیکار ہیں۔

انت کالدلو لا عدمتك دلواً
من کبار الدلاء کثیر الذنوب

''آپ کنویں کا ڈول ہیں۔ ایسا بڑا ڈول جسے میں کھونا نہیں چاہوں گا۔ یہ بڑا ڈول بڑی بالٹی کا پانی بڑھادیتا ہے۔''

اس سے قبل خلیفہ کو سورج، چاند اور کوہساروں سے تشبیہ دی جاتی تھی۔ اب جب کہ علی بن جہم اسے سانڈ، بکرے، کنویں اور مٹی وغیرہ سے تشبیہ دینے لگا، خلیفہ برافروختہ ہوگیا۔ اس کے دربان بھی اشتعال میں آگئے، تلواریں کھینچ گئیں، چرمی فرش بچھادیئے گئے اور جلاد شاعر کو قتل کرنے کے لئے تیار تھا کہ خلیفہ کو ادراک ہوا، دراصل علی بن جہم پر اُس کی فطرت وجبلت غالب آگئی ہے۔ خلیفہ نے اس کی فطرت تبدیل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اس نے حکم صادر کیا کہ علی بن جہم کو ایک عظیم الشان محل میں ٹھہرایا جائے اور شہر کی خوبصورت ترین کنیز صبح وشام اس کے پاس انواع واقسام کے پھل اور کھانے پینے کی اشیاء لے کر جایا کرے۔ محل میں رہتے ہوئے علی بن جہم ناز ونعمت اور آسودگی کی لذتوں سے آشنا ہوا۔ وہ گاؤ تکیے پر بیٹھا کرتا اور شہر کے بڑے بڑے غزل گو نازک سخن شعراء ادباء سے اس کی ملاقاتیں اور مجلسیں ہوتیں۔ سات مہینے یوں ہی گزر گئے۔ ایک رات خلیفہ معمول کے مطابق داستان گوئی کی محفل میں جلوہ نما ہوا تو اسے علی بن جہم یاد آیا۔ خلیفہ نے اس کے متعلق دریافت کیا تو خادم گیا اور اسے بلالایا۔ علی بن جہم دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے حکم دیا: علی بن جہم! ہمارے لئے شعر کہو۔ علی بن جہم گویا ہوا:

عیون المها بین الرصافة والجسر
جلبن الهویٰ من حیث ادری ولا ادری

''رصافہ اور پل کے درمیان نیل گائے جیسی آنکھوں نے عشق کی آگ بھڑکادی، یوں کہ میں جانتا ہوں اور نہیں بھی جانتا۔

اعدن لی الشوق القدیم ولم اکن
سلوت ولٰکن زدن جمراً علی جمر

''انہوں نے پرانے اشتیاق کو پھر سے بیدار کردیا جب کہ میرا غم (ابھی) غلط نہیں تھا۔ اُن آنکھوں نے کوئلے پر کوئلہ رکھ کر سلگتی چنگاری کو ہوا دے دی ہے۔''

یوں علی بن جہم سخن نازک تر کے ذریعے سے دلوں کے تار چھیڑتا رہا۔ اُس نے اپنے اشعار میں خلیفہ کو سورج، چاند اور تلوار سے تشبیہ دی۔

خلیفہ نے ایک مناسب انداز اختیار کرکے ابن جہم کی خوب داد دی اور اس کی فطرت میں تغیر برپا کردیا۔ ہم میں سے اکثر کو اپنی اولاد اور اپنے دوست واحباب کی سخت مزاجی اور بدخوئی کی شکایت رہتی ہے۔ تو کیا ہم نے بھی اُن کے خصائل میں تغیر لانے کی سعی کی؟ بلکہ اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ آپ اپنی وضع بدلنے کی کوشش کریں۔ ترش روئی چھوڑ کر چہرے پر مسکراہٹ لائیں۔ غصہ نہ کریں اور تحمل سے کام لیں۔ کنجوسی ترک کرکے کشادہ دلی اپنائیں۔ یہ کام مشکل نہیں، تاہم اس کے لئے عزم وہمت اور مشق کی ضرورت ہے، اس لئے بہادر بنئے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ میل ملاپ اور معاشرت میں اخلاقی مہارتیں استعمال کیا کرتے تھے۔ اسی غیر معمولی اخلاقی کردار کی بدولت آپ نے اُن کے قلوب کو اپنا گرویدہ بنایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلیٰ اخلاق بناوٹی نہیں تھا اور ایسا نہیں تھا کہ لوگوں کے سامنے تو بڑے بااخلاق نظر آتے لیکن جب گھر جاتے تو تحمل، غضب میں اور نرمی، درشتی میں بدل جاتی۔

نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ عام لوگوں کے لئے مسکراتا اور اپنے گھر والوں کے لئے ترش نہیں تھا۔ یہ بات بھی ہرگز نہیں تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم باہر کے لوگوں کے لئے تو بہت اچھے اور نوبل ہوں اور گھر آئیں تو بیوی بچوں کے سامنے جلاد کا روپ دھار لیں۔

نہیں! بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ فطری وطبعی تھے اور آپ کی مبارک عادات کا حصہ تھے۔ یہ اخلاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی عبادت کے طور پر اپنا رکھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسکراہٹ سے اللہ کے قرب کی امید رکھتے تھے۔ آپ نے تحمل، نرمی اور عفو ودرگزر کو عبادت کے طور پر اپنا رکھا تھا اور بلاشبہ جو آدمی حسن اخلاق کو عبادت سمجھتا ہے وہ حرب وضرب اور امن وامان، فقر وفاقہ اور آسودگی، بیماری، صحت مندی اور غم وخوشی کے تمام حالات میں حسن اخلاق پر عمل پیرا رہتا ہے۔

کتنی ایسی بیویاں ہیں جو اپنے شوہروں کی شرافت اور خوش اخلاقی کے قصیدے سنتی ہیں۔ ان کی کشادہ دلی، ہنس مکھی اور شادابی طبع کے قصے زبان زد عام ہوتے ہیں لیکن خود بیویوں کو اُن کے عالی اخلاق شوہروں میں کوئی ایسی بات یا صفت نظر نہیں آتی۔ وہ بیچاری رفتار وگفتار کے ان کرشموں کی اثر آفرینی سے محروم ہی رہتی ہیں کیونکہ گھر آتے ہی خاوند اپنے اوپر بداخلاقی، تنگدلی اور ترش روئی کا خول چڑھا لیتا ہے، بات بات پر مشتعل ہوتا ہے، لعنت ملامت کرتا ہے، گالیاں بکتا ہے، بخل سے کام لیتا اور نان ونفقہ کی ذمہ داری کا احسان جتلاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"**خیرکم خیرکم لاهله، وانا خیرکم لاهلی**" تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے سب سے اچھا ہے۔ میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہوں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں کے ساتھ کیسا طرز عمل تھا، اسود بن یزید اس کی بابت بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟''

انہوں نے بتایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کاموں میں گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے تھے، پھر جب نماز کا وقت ہوجاتا، آپ وضو کرتے اور نماز کے لئے نکل جاتے۔''

ایسے بے شمار لوگ ہیں جن کے حسن اخلاق، تبسم رحم وکرم اور دوسروں کے ساتھ اچھے برتاؤ کے متعلق ہم سنتے ہیں لیکن جن والدین اور بیوی بچوں کا حق اُن پر سب سے زیادہ ہوتا ہے اور وہ اُن سب سے قریبی ہوتے ہیں، ان کے ساتھ وہ نہایت ترش رویہ اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں اور ان سے میل جول بھی کم ہی کرتے ہیں۔

جی ہاں! سب سے اچھا انسان وہ ہے جو سب سے پہلے اپنے والدین، اپنے بیوی بچوں اور نوکروں کے لئے اچھا ہے۔

ایک پرکیف دن کی صبح ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کہ حسنؓ وحسینؓ میں سے کوئی قدم قدم چلتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا۔ آپ نے انہیں اٹھایا اور بطن مبارک پر بٹھالیا۔ ننھے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر ہی پیشاب کرنا شروع کردیا۔ ابولیلیٰؓ نے بتایا: ''میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن مبارک پر پیشاب کی دھاریاں بہہ رہی ہیں۔ ہم فوراً بچے کو اٹھانے کے لئے آگے بڑھے تو آپ نے فرمایا: ''میرے بیٹے کو چھوڑ دیں۔ اسے پریشان نہ کریں۔'' (مسند احمد: 348/4) بچہ پیشاب کرچکا تو آپ نے پانی منگایا اور پیشاب پر بہادیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کو ایسا خوش گوار طرز زندگی اپنانے پر راضی کرلیا تھا، اس لئے تعجب نہیں کہ چھوٹے بڑے سب کے دلوں پر آپ کی حکمرانی تھی۔

مشورہ: ''اندھیرے کو کوسنے کے بجائے اپنا چراغ ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔'' ●

مفتی راشد حسین ندوی

سوال وجواب

س: زید کے ایک ہندو سے کچھ تعلقات تھے، اس طرح کے زید کے کئی کھیتوں کو وہ بٹائی پر لئے ہوئے تھا اور دوسرے کھیتوں کی دیکھ بھال بھی کرتا تھا، پھر یہ ہندو بیمار رہا، اور کچھ عرصہ بعد مر گیا، سوال یہ ہے کہ زید کے لئے اس ہندو کی تعزیت کرنا، اور اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹوں سے تعزیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: کسی غیر مسلم کی عیادت کرنا یا موت واقع ہوجانے پر اس کے گھر والوں سے تعزیت کرنا جائز ہے، لیکن اس کی تدفین میں جانا یا دوسری مذہبی رسوم میں شریک ہونا ناجائز ہے۔ (شامی-5/274، رحیمیہ-8/180)

س: ہمارے گاؤں میں جنازہ کی نماز میت کو قبرستان لے جا کر وہیں پڑھی جاتی ہے۔ جہاں جنازہ کی نماز پڑھی جاتی ہے وہاں قبلہ کی طرف ایک قبر ہے، اس قبر کے سامنے جنازہ کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ج: ایسی جگہ جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے جہاں سامنے یا دائیں بائیں قبریں ہوں، اس لئے کہ حضرت انسؓ سے شرح جامع میں (طس کے حوالہ سے) روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے درمیان نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (امداد الفتاویٰ- 1/733) لہٰذا جب تک کوئی شدید مجبوری کی بات نہ ہو اس جگہ جنازہ نہ پڑھا جائے۔

س: امام صاحب فرض نماز پڑھانے کے بعد سنت اور نفل نمازیں الگ ہٹ کر پڑھتے ہیں، لیکن کبھی محراب ہی میں پڑھ لیتے ہیں، صحیح کیا ہے؟

ج: مناسب یہ ہے کہ امام محراب یا جہاں سے فرض نماز پڑھائی تھی وہاں سے ہٹ کر سنن ونوافل ادا کریں، اسی جگہ پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر دوسری جگہ نمازی زیادہ ہونے کی وجہ سے جانا دشوار ہو تو اسی جگہ پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (طحطاوی، صفحہ-103، رحیمیہ-8/112)

س: ایک شخص کی آستین اوپر چڑھی ہوئی تھیں، اسے خوف ہوا کہ اگر ان کو اتارنے میں لگ جاؤں گا تو رکعت چھوٹ جائے گی، لہٰذا اتارے بغیر نماز میں شامل ہوگیا، اب بعد میں وہ کیا کرے آستین اسی طرح رہنے دے یا نیچے کرلے؟

ج: اسی طرح رہنے دے تب بھی نماز ہو جائے گی، لیکن اس کے لئے افضل یہ ہے کہ عمل قلیل سے آستین نیچے کرلے اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ آستین ایک ساتھ نیچے نہ اتارے، وقفہ وقفہ سے اتارے، ایک ساتھ اتارنے میں عمل کثیر ہوجائے گا جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ (شامی-1/473، رحیمیہ-7/281)

س: نمازی کو اپنے سامنے سترہ رکھنے کا جو حکم ہے اس کے بارے میں یہ جانکاری حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ سترہ کی اونچائی کتنی ہونی چاہئے اور اس کی چوڑائی کتنی ہونی چاہئے۔ یہ بھی بتائیں کہ اگر کوئی چیز سترہ بنانے کے لئے نہ ملے تو کیا کرے؟

ج: اگر کسی ایسی جگہ نماز پڑھنا ہے جہاں سامنے سے لوگوں کے گزرنے کا احتمال ہے تو مستحب یہ ہے کہ اپنے سامنے ایک ہاتھ اونچی کوئی چیز گاڑے جس کی موٹائی مستحب یہ ہے کہ انگلی کے برابر ہو، اگر کوئی چیز سترہ بنانے کے لئے نہ ملے تو حدیث شریف میں سامنے لکیر کھینچ لینے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے اس پر عمل کرسکتا ہے، یہ لکیر سجدہ گاہ کے آگے سے قبلہ کی طرف لمبائی میں بھی کھینچ سکتا ہے اور یہی زیادہ بہتر بھی ہے اور دائیں بائیں چوڑائی میں بھی کھینچ سکتا ہے۔ (شامی-1/471)

س: ایک شخص کے اوپر سجدہ سہو واجب تھا، لیکن وہ التحیات کے بعد سجدہ کرنا بھول گیا، جب وہ درود شریف اور دعا سے فارغ ہوگیا تو اسے یاد آیا کہ اس پر سجدہ سہو تھا اور اس نے سجدہ کرلیا۔

(باقی......صفحہ......۴۲......پر)

ابن عطا

ایسٹس مسیح مسلمان کیوں ہوا؟

میرا نام یوسف ایسٹس ہے۔ 1991 کے آغاز کی بات ہے کہ میرے والد نے ایک مصری کے ساتھ مل کر تجارت شروع کی اور مجھے کہا کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ یہ بات مجھے بہت اچھی لگی کیونکہ اس میں مجھے بین الاقوامی نوعیت کی دلچسپ چیز بھی نظر آئی۔ یعنی مصر کے اہرام، ابوالہول اور دریائے نیل وغیرہ۔ میرے والد نے بتایا کہ وہ مصری شخص ایک مسلمان ہے۔ یہ سن کر پہلے تو مجھے اس خیال سے ہی نفرت ہوئی کہ میں ایک بے دین ہائی جیکر، اغواکار، بمبار دہشت گرد اور کافر سے ملاقات کروں۔ ایک صحیح الدماغ شخص ایسے فرد سے ملاقات کے خیال کو فوراً مسترد کر دیتا ہے۔ مجھے اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آیا کہ ان کا تجارتی شریک کار ایک "مسلمان" ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں نے اپنے والد کو دو مختلف باتیں یاد دلائیں جو ہم ان لوگوں (مسلمانوں) کے متعلق سن چکے ہیں۔

1-وہ خدا پر یقین رکھتے۔ 2-وہ صحراء (عرب) کی ایک عمارت (خانہ کعبہ) کی پرستش کرتے ہیں۔ 3-اور دن میں پانچ بار زمین کو چومتے ہیں۔

میں اس مسلمان شخص سے نہیں ملنا چاہتا۔ یہ ناممکن ہے لیکن میرے والد صاحب نے اصرار کیا کہ میں اس سے ملوں اور مجھے یہ یقین دلایا کہ وہ ایک اچھا آدمی ہے۔ اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا۔ "کیوں نہ اس مسلمان کو عیسائی بنالیا جائے؟" میں نے سوچا یہ کام آسانی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ میں نے والد صاحب کے لئے ضد چھوڑ دی اور اس شخص سے ملاقات کے لئے تیار ہوگیا۔ لیکن ایک شرط پر۔ میں اس سے ایک بائبل، صلیب اور ایک کیپ کے ساتھ ملنے جاؤں گا۔ جس پر لکھا ہوگا "عیسیٰ ہی خدا ہے۔"

میں نے اس کے ساتھ اتوار کے روز چرچ سے آنے کے بعد ملاقات کا وقت طے کیا کیونکہ اس وقت ہم دعا کرتے اور خدا کے سامنے کھڑے ہوکر آئیں گے۔ ملاقات کے بعد حسب عادت میں اپنی بائبل بغل میں دبائے ہوئے رکھوں گا۔ بڑی چمکدار صلیب اپنے گلے میں ڈال لوں گا اور سر پر ایک کیپ ہوگی جس پر لکھا ہوگا "عیسیٰ ہی خدا ہے۔" ملاقات کے دن میری بیوی اور میری دو بیٹیاں بھی میرے ساتھ ہولیں اور اب ہم اس مسلمان سے پہلے "ان کاؤنٹر" کے لئے تیار تھے۔

میں نے دوکان میں داخل ہوتے ہی اپنے والد سے پوچھا: وہ صاحب کہاں ہیں؟ انہوں نے ایک صاحب کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے دیکھا، دل ہی دل میں سوچا یہ شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ میں تو اپنے ذہن میں ایک ایسے شخص کا نقشہ بنا کر لایا تھا جس کے بالوں کی لٹیں لٹکی ہوئی ہوں گی، جس کے سر پر ایک بڑا عمامہ ہوگا اور جس کی داڑھی بہت لمبی ہوگی جو اس کی آدھی شرٹ پر چھائی ہوئی ہوگی۔ اس کی بھنویں اس کی پیشانی پر چڑھی ہوئی ہوگی اور اس کے کوٹ کے اندر ایک تلوار یا بم چھپا ہوا ہوگا۔ خوش کن بات یہ تھی کہ اس نے خوشی ومسرت اور پرجوش مصافحے کے ساتھ میرا استقبال کیا۔ یہ سب کچھ میرے لئے ناقابل فہم تھا۔ میں نے سوچ رکھا تھا کہ مسلمان دہشت گرد اور بمبار ہوتے ہیں لیکن میں نے جو دیکھا اور جس طرح وہ مجھے ملا میں سوچ رہا تھا اس کو کیا نام دوں؟ ذہن میں خیال آیا، کوئی بات نہیں ہے۔ میں اس شخص پر کام کروں گا۔ یہ اس بات کا ضرورت مند ہے کہ اسے عیسیٰ کے نام پر "نجات" دلائی جائے اور میں اور خدا دونوں مل کر اس کے لئے یہیں کرنے جارہے ہیں۔

ابتدائی تعارف کے بعد میں نے پوچھا: کیا تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔

میں نے سوال کیا: کیا آدمؑ اور حواؑ پر تمہارا ایمان ہے؟

جواب ملا: جی ہاں۔

میں نے پوچھا: ابراہیمؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ کیا تم ان پر بھی ایمان رکھتے ہو اور اس بات پر بھی تمہارا ایمان ہے کہ انہوں نے خدا کے لئے اپنے بیٹے کی قربانی دینی چاہی تھی؟

جواب ملا جی ہاں۔

میرا اگلا سوال تھا: موسیٰؑ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ دس احکام اور بحر احمر کے دولخت ہو جانے کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

جواب دیا گیا: یہ درست ہے۔

پھر میں نے پوچھا: دوسرے انبیاء جیسے داؤدؑ، سلیمانؑ اور یحییٰؑ پر تمہارا ایمان ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔

میں نے پوچھا تمہارا بائبل پر بھی ایمان ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

اب سب سے اہم سوال کرنے کا موقع آ گیا۔

کیا تم عیسیٰؑ (Jesus) پر بھی ایمان رکھتے ہو کہ وہ مسیح اللہ تھے۔

ہاں! میرا ابھی ایمان ہے۔

معاملہ بہت اچھا تھا۔ آسان سے بھی آسان تر یعنی میرے تصور سے بھی آسان۔ میں سوچ رہا تھا پھر تو اب صرف بپتسمہ دینے کی دیر تھی لیکن یہ بات اسے معلوم نہیں تھی کہ اسے بپتسمہ دیا جانے والا ہے اور یہ کام مجھ اکیلے کو انجام دینا تھا۔

وہ 1991ء کے موسم بہار کا ایک دن تھا جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان بائبل پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ بات میرے دل پر لگی۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ بلکہ اتنا ہی نہیں وہ عیسیٰؑ (Jesus) پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اللہ کے نبی ہیں۔ ان کی پیدائش کسی انسانی دخل کے بغیر معجزانہ طور پر ہوئی ہے۔ وہ اللہ کے مسیح تھے۔ جب کہ بائبل میں کہا گیا ہے۔ وہ اس وقت اللہ کے پاس ہیں اور سب سے اہم یہ کہ وہ آخری دنوں میں واپس تشریف لائیں گے اور غیر مسیحیوں کے خلاف اہل ایمان کی قیادت فرمائیں گے۔ خیال آیا: عیسیٰؑ اور اللہ کو جیت لینے کے بعد اس مسلمان کو پکڑ کر عیسائیت میں لے آنا میرے لئے بڑی کامیابی ہوگی۔

میں نے اس سے پوچھا: کیا آپ چائے پینا پسند کریں گے، اس نے رضامندی ظاہر کی چنانچہ ہم دکان سے نکل کر ایک مال میں چائے کی چھوٹی سی دکان پر گئے تاکہ وہاں بیٹھ کر اپنے پسندیدہ موضوع ''عقیدے'' پر بحث کر سکیں۔ اس چھوٹی سے دکان پر گھنٹوں بیٹھے باتیں کرنے کے بعد (زیادہ گفتگو میں نے ہی کی تھی) میں اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ بہت اچھا آدمی ہے۔ خاموش طبع اور خاصا شرمیلا بھی۔ میں نے جو بھی کہا اس نے پوری بات توجہ سے سنی اور درمیان میں ایک بار بھی مداخلت نہیں کی۔ مجھے اس شخص کی یہ ادا بہت پسند آئی۔ لہٰذا میں جان گیا کہ اس میں اچھا عیسائی بننے کی تمام خصوصیات موجود ہیں۔

سب سے پہلے میں نے والد صاحب کو اپنی رضامندی سے آگاہ کیا کہ ہمیں اس شخص کے ساتھ تجارت کرنی چاہئے۔ بلکہ میں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ وہ ٹیکساس (Texas) کے مغربی علاقوں میں تجارتی سفر میں میرے ساتھ جائے گا۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہ معمول بن گیا کہ ہم ہمسفر ہو جاتے اور مختلف موضوعات اور مختلف لوگوں کے عقائد پر گفتگو کرتے اور اس دوران میں اس بات کا بھی موقع نکال لیتا کہ میں عبادات اور دعاؤں سے متعلق اپنے پسندیدہ ریڈیو پروگرام پر اس کو سنوا دیتا تاکہ اس تک پیغام پہنچا سکوں۔ ہماری گفتگو تصور اللہ، زندگی کا مفہوم، مقصد تخلیق، انبیاء اور ان کا مشن اور مشیت الٰہی جیسے موضوعات پر ہوا کرتی تھی۔ ذاتی تجربات اور خیالات پر بھی بات ہوتی رہتی تھی۔

ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ میرا یہ دوست (جس کا نام محمد تھا) اپنا گھر تبدیل

کر کے کچھ وقت کے لئے مسجد میں رہائش کے لئے جا رہا ہے۔ میں نے والد صاحب سے درخواست کی کہ ہم اپنے بڑے گھر میں بلا لیں۔ تاکہ وہ ہمارے ساتھ رہے اس سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ سفر پر جانے کے لئے اسے بلانا نہیں پڑے گا۔ میرے والد صاحب نے اس سے اتفاق کیا اور اس طرح محمد ہمارے گھر ہی رہنے لگا۔ اپنے مشنری دوستوں سے ملاقات کا موقع میں اب بھی نکال لیا کرتا تھا۔ ان میں سے ایک تو ٹیکساس اور میکسیکو کے بارڈر پر رہتا تھا اور دوسرا اوکلاہاما کے قریب رہائش پذیر تھا۔ ان میں سے ایک کار سے بھی بڑی لکڑی کی صلیب اپنے کاندھے پر اٹھائے پھرتا تھا۔ اسے وہ زمین میں گاڑ دیتا اور راستے میں کھڑا ہو جاتا۔ لوگ اپنی کاریں روک کر اس کے پاس آتے اور اس سے معلوم کرتے کیا ہو رہا ہے۔ جواباً وہ انہیں کتابچے اور پمفلٹ دے دیتا۔

ایک دن میرے اس دوست کو دل کا دورہ پڑا اور نتیجتاً خاصا وقت اسے اسپتال میں گزارنا پڑا۔ میں کئی بار اسپتال میں اسے ملنے کے لئے گیا اور محمد کو بھی اس امید پر اپنے ساتھ لے جاتا کہ ہم تینوں کو مذہب اور عقیدے پر گفتگو کا موقع مل جائے گا لیکن میرے دوست نے کوئی دلچسپی نہیں دکھائی۔

ایک روز ایک دوسرا مریض جو میرے دوست کے ساتھ ہی کمرے میں تھا وہیل چیئر پر کمرے میں داخل ہوا۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے اس کا نام دریافت کیا تو اس کا جواب تھا: نام سے تمہیں کیا لینا دینا؟ اور جب میں نے معلوم کیا کہ اس کا تعلق کہاں سے ہے تو اس نے کہا کہ وہ ستارہ مشتری سے ہے۔ میں یہ جواب سن کر سوچنے لگا کہ میں دل کے اسپتال میں ہوں یا پاگل خانے میں؟

میں سمجھ گیا یہ شخص تنہائی کا شکار ہے اور اسی وجہ سے افسردہ ہے۔ دراصل اسے کسی ہمدرد کی ضرورت تھی۔ میں اسے خدا کے بارے میں بتانے لگا۔ میں نے اسے قدیم بائبل کے کچھ اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ حضرت یونسؑ کے دریا میں غرق ہونے اور مچھلی کے پیٹ سے برآمد ہونے والا واقعہ سنایا کہ وہ جس شہر سے بھاگے تھے پھر اسی شہر میں پہنچا دیئے گئے۔ میں نے یہ واقعہ سمجھانے کے لئے بیان کیا کہ ہم اپنے مسائل سے فرار نہیں اختیار کر سکتے کیونکہ ہمیں اپنے کئے دھرے کا علم رہتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ خدا بھی جانتا ہے کہ ہم نے کیا کچھ کیا ہے۔

یہ کہانی سننے کے بعد اس شخص نے پہلے اوپر کی جانب دیکھا پھر میری طرف دیکھ کر معذرت چاہی۔ اس نے اپنے غلط اور سخت رویہ پر ندامت ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اسے حال ہی میں بعض انتہائی تلخ تجربات سے دوچار ہونا پڑا ہے، اس کے بعد اس نے کہا کہ وہ میرے سامنے بعض چیزوں کا اعتراف کرنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا میں کیتھولک پادری نہیں ہوں کہ تم میرے سامنے اعتراف کرو۔ اس نے اعتراف کیا کہ مجھے معلوم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں خود ایک کیتھولک پادری ہوں۔

اس نے بتایا کہ جنوبی و مرکزی امریکہ، میکسیکو اور نیویارک کے ہیلز کچن (Hell`s Kitchen) میں بارہ سال تک مشنری کی حیثیت سے رہ چکا ہے۔ جب اس کو اسپتال سے چھٹی ملی تو مکمل صحت یابی کے لئے اسے ایک عیسائی گھرانے کی ضرورت تھی۔ میں نے والد صاحب سے اس کو اپنے اہل خانہ اور محمد کے ساتھ گھر پر رکھنے کی اجازت چاہی۔ اس درخواست کو تمام اہل خانہ نے منظور کر لیا تو وہ پادری بھی ہمارے گھر میں آ گیا۔

ہمارے گھر میں قیام کے دوران میں، میں نے پادری سے اسلامی عقائد کے بعض تصورات پر گفتگو کی اور مجھے حیرت ہوئی کہ پادری نے ان تمام باتوں سے اتفاق کیا بلکہ اسلامی عقائد کے بارے میں بعض مزید باتیں مجھے بتائیں۔ یہ جان کر حیرت ہوئی کہ کیتھولک پادری، اسلام کا بھرپور مطالعہ کرتے ہیں اور اس پادری نے تو اسلام پر ڈاکٹریٹ بھی کر رکھی تھی۔ ہم لوگ کھانے کی میز پر جمع ہوتے تو عیسائی مذہب پر بحث ہمارا معمول بن چکا تھا۔ اس دوران میں یہ بحث بھی ہوتی کہ بائبل کا کون سا ایڈیشن صحیح اور زیادہ درست ہے۔ ایک روز میں نے